﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک 19 فروری 2016ء | 10؍جمادی الاوّل 1437 ہجری قمری ❁ 19 تبلیغ 1395 ہجری شمسی | شمارہ08

غلاموں سے حسن سلوک

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس آئے تو حضرت علیؓ کی درخواست پر انہیں ایک غلام عطا کیا اور فرمایا مَیں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس سے اچھا سلوک کرنا۔

(مجمع الزوائد ھیثمی جلد 4صفحہ 237)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ علماء میں سے ہمارے دشمن یہود جیسا وطیرہ کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ہر وہ شخص جو نزول مسیح اور نزول الیاس کی خبر کا موازنہ کرے گا تو اس کے لئے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہ رہے گا کہ دونوں پیشگوئیوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔ ظہورِ آدم سے آج تک کوئی شخص بھی آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اگر ہم اِس نزول اور اُس نزول کے درمیان تفریق کریں اور ایک جگہ تو استعارہ کا مسلک اختیار کریں اور دوسری (جگہ) عدمِ قبولِ استعارہ کا طریق اختیار کریں تو یہ ایک ایسا ظلم ہے جس پر کوئی عقلِ سلیم راضی نہیں ہوتی۔

’’پس افسوس ان لوگوں پر کہ تازہ کھجوروں کے بدلے ایندھن کی لکڑی خریدتے ہیں وہ ان باتوں کو گھروں میں بھول جاتے ہیں جو وہ واعظ بن کر اپنے خطبات میں پڑھتے ہیں اور وہ کچھ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔ اور جو لوگوں کو (تعلیم) دیتے ہیں اُسے خود چھوتے تک نہیں۔ اور ایسے راستوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں جن پر خود نہیں چلتے اور ایسی راہوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں جنہیں وہ جانتے نہیں۔ اور حق کو مقدّم کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور خود اُسے مقدّم نہیں کرتے۔ وہ دنیا پر اِس طرح گرتے ہیں جس طرح کُتّے مردار پر۔ اور اپنی کمینی خواہشات کی بناء پر چاہتے ہیں کہ اُن کی تعریف اُن کاموں پر کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے۔ اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ اُنہیں ابدال، اہل تقویٰ اور پاک دامنوں میں شمار کیا جائے حالانکہ دنیا کو دین کے ساتھ اکٹھا نہیں کیا جا سکتا اور فرشتوں کو شیطان کے ساتھ۔

اور آخری وصیّت جو میں نے مخالفوں کو کرنی چاہی اور میں نے منکرین کو بلانے کے لئے جس کا قصد کیا وہ اس امر کا اِظہار ہے جس کے ذریعہ سے اللہ نے اس سے پہلے یہودیوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ پس وہ بھٹک گئے اور انہوں نے مردود دِل کو سیاہ کر دیا۔ کیونکہ اللہ نے ان سے الیاس کے آسمان سے واپس بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ ان کے پاس عیسیٰ سے پہلے نہ آیا تو انہوں نے اس ابتلا کے باعث عیسیٰ کی تکذیب کی۔ اگر ہم فرض کریں کہ آسمان سے اُترنے کے معنی حقیقی طور پر اُترنا ہے تو اس صورت میں عیسیٰ کاذب ہی ٹھہرے گا اور ہم اِس تہمت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

پس مجھے تعجب ہوتا ہے کہ علماء میں سے ہمارے دشمن یہود جیسا وطیرہ کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں اور انہوں نے اِس (یہودی) قوم کے قصّے اور نہایت پیار کرنے والے اللہ کے غضب کو جسے اس نے اُن پر نازل کیا کیسے فراموش کر دیا۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ اُن پر میری زبان سے اُسی طرح لعنت کی جائے، جس طرح عیسیٰ کی زبان سے یہود پر لعنت کی گئی۔ کیا ان کے نزدیک عیسیٰ کا نزول حقیقتاً واجب ہے جبکہ الیاس کا نزول زمانۂ گزشتہ میں واجب نہ تھا، یہ تو ایک بڑی ناقص تقسیم ہے۔

کیا وہ قرآن نہیں پڑھتے کہ کس طرح اس نے ہمارے نبی مصطفیٰؐ کی طرف سے بطور حکایت فرمایا ہے ’’اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو کہہ دے، میرا ربّ پاک ہے۔ مَیں تو محض ایک بشر رسول ہوں‘‘ تمہارا کیا خیال ہے کیا عیسیٰ بشر نہ تھا پس وہ آسمان پر چڑھ گیا اور ہمارے نبی مجتبیٰؐ روک دیئے گئے۔ ہر وہ شخص جو نزول مسیح اور نزول الیاس کی خبر کا موازنہ کرے گا تو اس کے لئے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہ رہے گا کہ دونوں پیشگوئیوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔ اہل کتاب سے پوچھ دیکھو کیا الیاس مسیح کے زمانہ میں اتارا گیا تھا؟ اللہ سے ڈرو! اور صریح جھوٹ پر اصرار نہ کرو۔ سنّت الٰہی میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، پس مطلب واضح ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں۔ ظہورِ آدم سے آج تک کوئی شخص بھی آسمان سے نازل نہیں ہوا اور باوجود اس کے کہ شک اور افترا کے ظن کو دور کرنے کے لئے الیاس کے نزول کی اشد ضرورت تھی لیکن پھر بھی وہ نازل نہ ہوا۔

اگر ہم اِس نزول اور اُس نزول کے درمیان تفریق کریں اور ایک جگہ تو استعارہ کا مسلک اختیار کریں اور دوسری (جگہ) عدمِ قبولِ استعارہ کا طریق اختیار کریں تو یہ ایک ایسا ظلم ہے جس پر کوئی عقلِ سلیم راضی نہیں ہوتی اور نہ ہی معتدل مزاج اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور یہ بات اللہ کی طرف کس طرح منسوب کی جاسکتی ہے کہ اس نے لوگوں کو مختلف افعال سے گمراہ کیا۔ اور ایک جگہ ایک طریق اختیار کیا اور دوسری جگہ دوسرا۔ اگر تُو طالب حق ہے تو اچھی طرح سے غور کر۔ اگر تُو دشمن ہے تو میرا خیال ہے کہ تُو غور وفکر نہیں کرے گا۔ اور تجھے کیا (ہوگیا) ہے کہ تُو بغیر کسی علم کے خدا اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں کرتا ہے۔ یا تیرے پاس کوئی واضح یقین موجود ہے؟ کیا یہ تقویٰ کا طریق ہے؟ اگر تُو اہلِ تقویٰ میں سے ہے تو شکست تیرے لئے زیادہ بہتر ہے اس فتح سے جس کا تُو متمنّی ہے۔ تیرے پاس چند روایات کے سوا جن پر اللہ اور اُس کے رسول کی مُہرِ تصدیق ثبت نہیں کچھ بھی نہیں اور یہ صرف ایسے اوراق ہیں جنہیں سیّد الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کئی صدیوں بعد لکھا گیا۔ اور ہم اُن قصّوں پر ایمان نہیں لاتے جو ہمارے بزرگ و برتر خدا کی کتاب کے قصّوں سے مطابقت نہیں رکھتے، اس سے پہلے ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے یہودی گمراہ ہوئے اس لئے تم اُن کے قدموں پر اپنے قدم نہ مارو اور اُن خواہشات کی راہوں کی اتباع نہ کرو۔ اور اس سے ڈرو کہ اللہ کا غضب تم پر نازل ہو، اور جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا وہ یقیناً ہلاک ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہودیوں کے پاس ربّ العزّت کی کتاب موجود تھی اور اُنہوں نے اپنے خیال کے مطابق اُس کی پیروی کی۔ اور انہوں نے اس آیت کا جو مفہوم سمجھا اُس کی اتباع کی اور کہا کہ ہم بغیر کسی قرینہ کے اللہ کی آیات کو ظاہری مفہوم سے نہیں پھیریں گے۔ پس انہوں نے اپنے لئے ایک عذر گھڑ لیا جو بالبداہت تمہارے عُذروں سے کہیں بہتر ہے، انہوں نے جو کچھ بھی پایا وہ سب کتاب اللہ میں بالصراحت موجود پایا اور تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں بلکہ اللہ کی کتاب تو مخالفت کی وجہ سے تمہیں جھٹلا رہی ہے اور تمہارے منہ پر طمانچہ مار رہی ہے۔ اسی وجہ سے تم کتاب اللہ کو ایک شيءِ متروک بنا رہے ہو اور بدبختی کی راہ سے اُسے پسِ پُشت پھینک رہے ہو۔ یہودیوں نے تو اپنی کتاب کو پسِ پُشت نہیں ڈالا تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنی تا٘لیفات میں کوئی مَنْ گھڑت بات لکھی۔ اسی لئے عیسیٰ نے ان کے قول کی تصدیق کی باوجود اس کے یہ ان کا پہلا قول تھا مگر اس کی تا٘ویل کی اور کہا کہ نازل ہونے والا نازل ہو چکا اور وہ یحيٰ ہے لیکن تم ہو کہ اُس قول پر اصرار کر رہے ہو جو انتہائی محبت کرنے والے اللہ کی کتاب کے مخالف ہے۔ پس بلاشبہ تم مقام کے لحاظ سے یہود سے بدتر ہو۔ اِس قصّہ سے جو کم از کم استفادہ کیا جاسکتا ہے وہ اِن اختلافی امور میں سنت اللہ کی معرفت ہے، تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم ربّ جلیل سے نہیں ڈرتے۔ کیا تمہیں سُنّۃ اللّٰہ میں کوئی تبدیلی نظر آتی ہے؟ اور کیا وجہ ہے کہ تم اپنے حجروں میں جا کر نہیں روتے اور کثرت سے آہ وزاری نہیں کرتے تا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمہاری راہبری کرے۔ اللہ بالضرور میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ پس اس بارہ میں جلدی نہ کرو اور صبر جمیل سے کام لو۔ اے لوگو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے اور اپنے باطنی مرض کا علاج نہیں کرتے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ مَیں اللہ پر افترا کر رہا ہوں؟ کیا وجہ ہے کہ تم انتہائی بھاری دن سے نہیں ڈرتے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، عربی حصّہ کا اردو ترجمہ۔ صفحہ 29 تا 35)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 جولائی 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ امۃ المومن بنت مکرم خالد احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں، یہاں رشین ڈسک کے انچارج ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم شہر یار مدثر ابن مکرم عزیز احمد طاہر صاحب پاکستان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہو رہا ہے۔ لڑکا حاضر نہیں ہے اس کے وکیل مکرم رشید احمد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ جیسا کہ میں نے بتایا خالد صاحب واقفِ زندگی ہیں اور عزیزہ بچی واقفِ زندگی کی بیٹی ہے۔ خاندان کے لحاظ سے بھی ان میں سے کافی خادمین سلسلہ پیدا ہوتے رہے اور یہ جماعت سے اچھا تعلق رکھنے والا خاندان ہے۔ اسی طرح لڑکا، دلہا ہے، ان کے خاندان کا بھی جماعت سے مضبوط تعلق ہے۔

پس نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت میں رہتے ہوئے جماعتی تعلق کی مضبوطی ہی اصل ہے جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ اس زمانہ میں جب دنیا، دنیاداری کے پیچھے پڑی ہوئی ہے تو احمدیوں کو رشتہ قائم کرتے ہوئے، لڑکے کی تلاش ہے تب بھی اور لڑکی کی تلاش ہے تب بھی ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ دین کے ساتھ تعلق ہو۔ اور اگر اس لحاظ سے رشتے تلاش کئے جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے۔ رشتے دیرپا بھی ہوتے ہیں۔ ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ محبت اور پیار کا سلوک ان میں ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو بھی یہی پسند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو پسند فرمایا کہ جب تم رشتے طے کرو تو دینی پہلو کو مدنظر رکھا کرو۔ دنیاوی جاہ وحشمت ہے، دولت ہے، حسن ہے، خاندان ہے ان سب سے بڑھ کر دین ہے اس کو تمہیں سامنے رکھنا چاہیے۔

پس یہ رشتہ بھی اور جو باقی نکاح ہیں جن کا مَیں اعلان کروں گا، یہ سب رشتے جو قائم ہو رہے ہیں ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ دینی پہلو مدنظر رکھا گیا ہوگا اور رشتے قائم ہونے کے بعد لڑکی اور لڑکے کو بھی اور لڑکی اور لڑکے کے خاندانوں کو بھی اب اس پہلو کو ہی لے کر ان رشتوں کو آگے چلنا چاہیے۔ اگر یہ بات سامنے رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ رشتے بھی ہمیشہ قائم رہنے والے ہوں گے۔ اور جو رشتے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے رکھے جائیں وہ پھر ہمیشہ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور ان میں برکت بھی پڑتی ہے۔ پس اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ ہما احمد چوہدری بنت مکرم ڈاکٹر نصیر احمد چوہدری صاحب کا ہے جو عزیزم نعمان احمد باجوہ ابن مکرم اعجاز احمد باجوہ صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ ڈاکٹر نصیر چوہدری صاحب ربوہ کے رہنے والے ہیں۔ وہیں پلے بڑھے ہیں۔ جماعت سے اس خاندان کا بڑا مضبوط تعلق ہے اور یہاں بھی جماعتی خدمات شاید بطور ریجنل امیر سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

پھر فرمایا:۔ یہ جو باجوہ فیملی ہے۔ جس خاندان سے لڑکا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے مضبوط تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ آمنہ مناہل بنت مکرم رفیق احمد صاحب کا ہے جو عزیزم بلال احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

فریقین میں ایجاب وقبول کرواتے ہوئے لڑکی کے والد مکرم رفیق احمد صاحب کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا:۔ یہ جو فیصل آباد کی فیملی ہے ان سے کیا تعلق ہے؟ آپ لئیق صاحب شہید کے بڑے بھائی ہیں؟

ان کے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا:۔ اس خاندان کو بھی جماعت کی خاطر جان کی قربانیاں دینے کا اعزاز حاصل ہے۔

پھر لڑکے کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا:۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ لڑکے کے عرض کرنے پر کہ پاکستان سے۔ فرمایا اچھا ٹھیک ہے۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ : ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

بقیہ: **تفسیر کبیر کا تعارف اور اس کے محاسن**
از صفحہ 17

انقلاب انگیز اثرات کی حامل اور آپ کے لدنی علم کا ایک بابرکت خزانہ ہے خاکسار کی قبولِ احمدیت میں تفسیرِ کبیر (کا) خاصہ حصہ ہے۔..... جب مَیں نے اسے (جلد اوّل) سے پڑھنا شروع کیا تو اس میں علوم ومعارف اور حکمت کی ایسی باتیں پائیں جو نہ مَیں نے اس سے پہلے تفسیر ابنِ کثیر، تفسیرِ بیضاوی، تفسیرِ خازن اور تفسیر جلالین میں دیکھی تھیں اور نہ کہیں دینی مدارس کے علماء سے سنی تھیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے دیگر مشکل مقامات کی تفسیر دیکھ کر قلبی سکون اور روحانی سرور حاصل ہوا جاتا تھا چنانچہ تفسیر کے مطالعہ میں اتنا شغف بڑھنے لگا کہ بعض اوقات کھانا مقررہ اوقات سے مؤخر ہو جاتا مگر تفسیر چھوڑنے کو دل نہ چاہتا'۔

'یہ (سورہ یونس تا سورہ کہف والی) جلد لے کر مطالعہ کی۔ اس میں قرآن شریف کے باقی مشکل مقامات کی لطیف تفسیر دیکھ کر خوشی سے میری روح جھوم جاتی تھی اور پیچیدہ مسائل سے قلب و ذہن اس طرح صاف ہوتے جاتے تھے جیسا کوئی بیمار بیماریوں سے شفاء حاصل کرتا جائے۔ اب تک مَیں جماعتِ اسلامی۔..... کے پیش کردہ نظریۂ حکومتِ الٰہیہ کا بھی قائل تھا۔ مگر انہی دنوں جب مَیں نے تفسیر کبیر کی وہ جلد مطالعہ کی جو سورۃ ماعون کی تفسیر پر مشتمل ہے جس میں 'اَلدِّیْن' کے مختلف لغوی معانی بیان کرتے ہوئے۔..... حکومتِ الٰہیہ اور خلافتِ اسلامیہ کی تشریح بھی کی گئی تھی جو پہلی دفعہ حکومتِ الٰہیہ کی ایسی لطیف تشریح میرے سامنے آئی جس نے مجھے شدید طور پر متاثر کیا بلکہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ پیروں سے لے کر سر کی چوٹی تک مجھے ہلا کر رکھ دیا'۔

(مجلۃ الجامعہ ربوہ مصلح موعود نمبر جلد نمبر 4 نمبر 2 صفحہ نمبر 158-160)

2۔ سیّد جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ حیدرآباد دکن:
یہ صاحب تنظیم اتحاد المسلمین کے فعال کارکن تھے اور اسی پاداش میں سکندرآباد جیل میں نظر بند رہے۔ جہاں انہیں تفسیرِ کبیر پڑھنے کا موقع ملا۔ جس کے مطالعہ سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ جیل کے اندر ہی مارچ 1961ء میں بیعت کا فارم بھی پر کر دیا۔ رہا ہونے کے بعد انہوں نے اپنے حالات 'صدقِ جدید' لکھنؤ میں چھپوائے جس میں لکھا:

'مَیں نے تفسیر کبیر اٹھائی اور چند اوراق الٹ کر دیکھنے شروع کئے یہ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا کی تفسیر کے صفحات تھے۔ مَیں حیران ہوگیا کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں پھر مَیں نے قادیان خط لکھا تفسیر کبیر کی جملہ جلدیں منگوائیں۔..... نو ماہ کے عرصہ میں جب کہ مَیں جیل میں تھا متعدد بار یہی تفسیر پڑھتا رہا۔ جیل ہی میں مَیں نے بیعت کرلی اور جماعتِ احمدیہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا'۔

(صدقِ جدید لکھنؤ 20 اپریل 1962ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد 8 از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 159-158 نظارتِ اشاعت ربوہ)

'مجھے اس تفسیر میں زندگی سے معمور اسلام نظر آیا۔ اس میں وہ سب کچھ تھا جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ تفسیر کبیر پڑھ کر مَیں قرآنِ کریم سے پہلی دفعہ روشناس ہوا'

(صدقِ جدید لکھنؤ 8 تا 15 جون 1963ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد ہشتم از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 160 نظارتِ اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے بارے میں چند غیر از جماعت اہلِ علم کے تأثرات:

1۔ علامہ نیاز فتح پوری:
تفسیر کبیر پڑھ کر آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نام اپنے خط میں لکھا:

'تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور مَیں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعۂ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل ونقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحّرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر وفراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش کہ مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط علیہ السلام پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہوگیا آپ نے ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے'

(الفضل 17 نومبر 1963ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد 8 از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 157 نظارتِ اشاعت ربوہ)

2۔ برصغیر کی معروف شخصیت نواب بہادر اعظم یار جنگ
تفسیر کبیر سے اتنے متاثر تھے کہ جناب سیٹھ محمد اعظم حیدرآبادی کے بیان کے مطابق اپنی مجالس میں تفسیرِ کبیر کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ اس کی عظمت کا ہمیشہ اعتراف کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اس کے بیان کردہ معارف سے انہوں نے بہت استفادہ کیا ہے۔

(تاریخِ احمدیت جلد 8 از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 157 نظارتِ اشاعت ربوہ)

3۔ پروفیسر عبد المنان صاحب بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ یونیورسٹی کو اختر اورینوی صاحب نے تفسیر کبیر کی چند جلدیں دیں وہ بیان کرتے ہیں کہ 'وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کے لئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبد المنان صاحب نے پوچھا کہ عربی کی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے۔ شیوخ خاموش رہے۔۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا کہ مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی آپ جدید تفسیریں بھی مصر وشام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی اور فارسی کے علماء مبہوت رہ گئے'

(مجلّۃ الجامعہ ربوہ شمارہ نمبر 9 صفحہ نمبر 65-63 بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد 8 از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 158-157 نظارتِ اشاعت ربوہ)

4۔ مشہور مفسرِ قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ کی وفات پر جو نوٹ تحریر کیا اس میں لکھا:

''علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح وتبیین وترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے''۔

(صدقِ جدید لکھنؤ 18 نومبر 1965ء بحوالہ سوانح فضلِ عمر جلد سوم از عبد الباسط شاہد صفحہ نمبر 168 فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

حرفِ آخر:

تفسیرِ کبیر کی تمام خوبیوں سے استفادہ کے ساتھ یہ حقیقت بہرحال پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے کہ قرآنِ کریم عمل کرنے اور اشاعت کے لئے ہے اور یہی وہ بات ہے جس کی طرف خود صاحبِ تفسیرِ کبیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی۔ آپ نے تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد کے لئے لکھے جانے والے دیباچہ بعنوان 'کچھ تفسیرِ کبیر کے متعلق' کے آخر میں یہ الفاظ تحریر فرمائے:

'اے پڑھنے والو! مَیں آپ سے کہتا ہوں قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کے لئے ہے پس ان نوٹوں میں اگر کوئی خوبی پاؤ تو انہیں پڑھو پڑھاؤ، عمل کرو۔ عمل کرواؤ اور عمل کرنے کی ترغیب دو۔ یہی اور یہی ایک ذریعہ اسلام کے دوبارہ احیاء کا ہے'۔

(تفسیرِ کبیر از جلد سوم صفحہ 7 شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 388

مکرم عادل صبری صاحب

مکرم عادل صبری صاحب لکھتے ہیں: میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش 15 نومبر 1974ء میں ہوئی، اور مجھے بفضلہٖ تعالیٰ نومبر 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ میرے احمدیت کی طرف سفر کا مختصر احوال کچھ یوں ہے۔

خدا سے محبت کا ابتدائی بیج

بچپن ہی سے میرے دل میں مخفی طور پر خدا تعالیٰ کی تلاش اور اس سے تعلق جوڑنے کی پیاس تھی۔ اس وقت گو میں اس کی حقیقت سے ناآشنا تھا لیکن یہ خواہش میرے اندر خدا تعالیٰ کی طرف ایک جذب کی کیفیت پیدا کرتی رہتی تھی۔

عموماً بچے اپنے والد کے ساتھ انگلی پکڑ کر مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہیں اور اس طرح انہیں نماز کی عادت پڑ جاتی ہے۔ لیکن مجھے یہ سب کچھ میسر نہ آسکا کیونکہ میرے والد صاحب کی وفات ہو چکی تھی اور والد صاحب کی جگہ ہماری دادی جان نے باوجود اَن پڑھ ہونے کے ہماری دینی تربیت کا خاص خیال رکھا اور ان کی خاص شفقت اور کوشش کی وجہ سے محض آٹھ سال کی عمر سے مجھے مسجد کے ساتھ لگاؤ پیدا ہوگیا۔ لیکن یہ لگاؤ محض دادی جان کے حکم ماننے کی حد تک نہ تھا بلکہ اس میں ایک خاص محبت اور شوق تھا جس کی آج سمجھ آتی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق اور اس کو پانے کی خواہش کا ابتدائی بیج تھا۔

جہدِ کبیر اور زادِ قلیل

میں زیدی فرقہ کی قدیمی مسجد میں جایا کرتا تھا۔ کئی سال تک اس میں نماز ادا کرنے کے دوران مَیں نے دیکھا کہ اس مسجد میں اکثر بڑے لوگوں میں اختلاف ہو جاتا اور معمولی معمولی باتوں پر تُو تُو مَیں مَیں ہونے لگتی۔ اس مسجد کے اکثر سرکردہ نمازیوں کے سینے بغض اور کینے سے پھٹے جاتے تھے۔ گو میری عمر اس وقت گیارہ بارہ سال تھی لیکن مجھے اس ماحول سے گھن آنے لگی اور میں نے مجبور ہو کر یہ مسجد چھوڑ کر ایک نسبتاً دُور کی مسجد میں جانا شروع کر دیا۔ یہ نئی مسجد نسبتاً بہتر تھی۔ اس میں میرا تعارف بعض متدیّن نوجوانوں سے ہوا جن کا تعلق اخوان المسلمین سے تھا۔ اس وقت شاید ہمارے علاقے میں اخوان المسلمین اپنی سیاسی سرگرمیوں میں اس قدر نہیں ڈوبے تھے اور شاید اُس وقت ان میں قیادت اور حکومت کو حاصل کرنے کی ہوس ابھی ابتدائی مراحل میں تھی اس لئے زیادہ تر رجحان دینی تعلیم اور اخلاقی ارتقاء پر تھا۔ میں نے ان کے ساتھ آٹھ نو سال گزارے اور جوانی میں پہنچ کر احساس ہوا کہ اس سارے سفر میں جو کچھ پایا ہے شاید اس سے بمشکل روحانی زندگی کی آخری رمق کو تو بچایا جاسکتا ہے لیکن جس چیز کی میری روح متلاشی ہے، اور جس کے لئے میرا دل جویاں ہے وہ کہیں اور ہے۔ یہ سوچ کر میں نے جُہدِ کبیر سے ملنے والی زادِ قلیل کو بھی ترک کر کے اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دی اور اس میں اس حد تک غرق ہو کر رہ گیا کہ میری روحانی زندگی کے ارتقاء کی خواہش کتابوں کے بوجھ کے نیچے کہیں دب کے رہ گئی۔

قرآن۔۔علوم وخزائن کا قلزمِ بیکراں

پڑھائی ختم ہوئی تو کام میں مصروف ہوگیا، اور شادی کرلی۔ شادی کے بعد اولاد کو پڑھانے اور گھر کو چلانے کے لئے دن رات کام کرنے میں مصروف ہوگیا۔ ایسے میں کبھی کبھی مجھے مسجد میں نمازوں کے لئے جانے اور خدا سے تعلق کا متلاشی رہنے کا زمانہ یاد آتا تو میرے دل میں گھاؤ لگنے لگتے۔ جب بھی فرصت کے کچھ لمحات میسر آتے تو میرا دھیان اسی طرف چلا جاتا اور میں خود کو اس کوتاہی کا ذمہ دار اور مجرم سمجھنے لگتا۔ دس سال تک ضمیر کی آواز کو سن کر اس سے آنکھ چرا کر بھاگتے بھاگتے میں تھک گیا اور بالآخر ایک روز اس آواز کو سن کر میں نے انٹرنیٹ پر خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں جاننے کے لئے ریسرچ شروع کردی۔ اس دوران میرا دھیان علم فلک کی طرف پھر گیا اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے باریک در باریک اسرار اور پیچ در پیچ تخلیق کے بارہ میں پڑھ کر میرا دل خدا تعالیٰ کی عظمت کے جذبات سے بھر گیا۔ باوجود اس کے ان امور کو پڑھ کر مجھے بہت مزہ آرہا تھا اور اس خدائے ذوالعجائب کے بارہ میں دل میں عبودیت کے جذبات اُمڈتے جارہے تھے۔ لیکن میں حیران تھا کہ دینی کتب اور علماء جس خدا کو پیش کرتے ہیں اس میں اور اس پیچ در پیچ کائنات کے خالق میں بہت زیادہ فرق ہے جس کی عظمت اور علم کی انتہاء نہیں، جس کی قدرتیں لامحدود ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے دین اور دینی کتب کے بارہ میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگے۔ میں نے کہا کہ اگر قرآن کریم خدا کا کلام ہے تو اس میں وہ گہرائی اور خدا کی اِس عظمت اور علم کا اظہار کیوں نہیں جس کے بارہ میں علم فلک کی کتب میں صراحت پائی جاتی ہے۔

میرا اس وقت کا دینی علم علماء کی زبانی سنا سنایا اور ایسے ہی علماء کی بعض کتب سے ماخوذ تھا۔ ظاہری صورتحال سے پیدا شدہ نتائج کے برعکس میرے اندر سے ایک ہی آواز آرہی تھی کہ نبی کریمؐ کبھی جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ لیکن اگر آپؐ سچے ہیں تو پھر قرآن کریم بھی سچا ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو قرآن کو خود اپنی صداقت کا ثبوت دینا چاہئے اور خود اپنے اوپر ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا چاہئے۔ جب میں نے ان خیالات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کریم کا ایک لمبے عرصہ کے بعد مطالعہ شروع کیا تو میرے لئے معارف کا قلزمِ بیکراں کھل گیا۔ خدائی ہاتھ نے مجھے خود پکڑ کر اپنے کلام میں چھپے لعل وجواہر کی چمک دکھانی شروع کی۔ الغرض میں نے قرآن کریم میں معارف اور علوم کے پُرجوش فوارے پھوٹتے دیکھے اور اس میں وہ سب کچھ پایا جس کی میری روح میں پیاس تھی۔ اس عرصہ میں میں بسا اوقات دس دس گھنٹے تک قرآن کا مطالعہ کرتا اور اس کے روحانی اور علمی خزانوں سے فیضیاب ہوتا۔

قرآن کریم کے علوم ومعارف کے مطالعہ سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی خبر دیتا ہے۔ لیکن میرے لئے اس بعثت کی حقیقت مخفی تھی۔

نبی کریمؐ کی زیارت

احمدیت سے تعارف سے ایک سال قبل 2009ء کے بالکل شروع کی بات ہے کہ میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک بڑی مسجد کے بیرونی صحن میں خطبہ جمعہ کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں کہ اچانک مسجد کے وسط سے یہودیوں کا ایک گروہ نکلتا ہے جو اپنے معروف سیاہ لباس اور مخصوص سیاہ ہیٹ میں ملبوس ہیں اور ہاتھوں میں شمعدان پکڑے ہوئے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میں نے پریشانی کے عالم میں کہا کہ یہودی ہماری مسجد میں کیوں آئے ہیں؟ کسی نے جواب دیا کہ یہودی اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سننے کے لئے آئے ہیں۔ یہ سن کر حیرانی کے عالم میں مَیں نے بے ساختہ کہا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، وہ اس وقت مسجد کے اندرونی ہال میں ہیں۔ یہ سنتے ہی جیسے مجھے پر لگ گئے اور میں دوڑتا ہوا مسجد کے اندر جا پہنچا۔ مسجد کا اندرونی حصہ سادہ اور بغیر نقش ونگار کے تھا اور لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مسجد کا منبر ہمارے علاقے کی دیگر مساجد کی طرح زمین سے اونچا نہیں تھا۔ میں بسرعت اس منبر کی طرف بڑھنے لگا۔ جب بھی میں کسی صف کے پاس سے گزرتا تو اس صف والے بھی منبر کی طرف بھاگنے لگتے اور مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مشکل نہ ہوجائے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی رفتار میں اضافہ کردیا اور سب سے پہلے حضورؐ تک جا پہنچا اور وہاں جا کر کہا کہ رسول اللہؐ کہاں ہیں؟ اس وقت رسول اللہؐ فواد نامی میرے ایک کزن کو مصافحہ کا شرف عطا فرمارہے تھے۔ میں انتظار کئے بغیر رسول اللہؐ کے قریب چلا گیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر دوسرا ہاتھ میری طرف بڑھا کر میرے سینے پر رکھ دیا۔ میں نے آپ کے دست مبارک کے بوسے لئے اور اس کے ساتھ لپٹ کر بشدت رونے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سادہ سا انڈین لباس پہنا ہوا تھا اور آپ کے کندھوں پر ایک شال تھی۔

مجھے اس خواب کی تعبیر معلوم نہ تھی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ سے ملاقات کی وجہ سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس وقت تک مجھے اس بات کا علم تھا کہ جس شخص نے خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دیا ہے اس کا تعلق انڈیا سے ہے۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

اس رؤیا کے تقریباً ایک سال کے بعد یعنی 2009ء کے اواخر پر میرے بڑے بھائی کو مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے کے دوران ایم ٹی اے مل گیا جس پر اس نے سنا کہ امام مہدی انڈیا میں ظاہر ہو چکا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود بھی ہے۔ ہم نے شروع میں اس کی کوئی پرواہ نہ کی لیکن میری بہن اور بہنوئی نے اس کے بارہ میں تحقیق کی، اور بالآخر ایک روز میری بہن ہمارے گھر آئی اور کہنے لگی کہ میرے خیال میں یہ لوگ سچے ہیں۔ اور مرزا غلام قادیانی علیہ السلام ہی سچے امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ نیز اس نے بتایا کہ وہ بیعت کرنا چاہتی ہے۔ پھر اس نے بیعت فارم پُر کر کے میرے ذریعہ سے ہی ارسال کیا اور محض چند ماہ بعد ہی ہمارے بہنوئی نے بھی بیعت کرلی۔ ان دونوں کے اس اقدام نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا۔ چونکہ میری توجہ صرف اور صرف قرآن کریم پر تھی۔ اس لئے میں جب بھی اپنی بہن اور بہنوئی سے کہتا کہ قرآن صرف ایک شخص کے آنے کی خبر دیتا ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔ وہ مجھے جواب دیتے کہ ہم بھی اسی شخص کی بات کررہے ہیں اور اسی پر ہی ایمان لائے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود آنے کی بات کررہے ہو جو ممکن نہیں ہے اور ہم اس خبر کی حقیقی تاویل پیش کررہے ہیں کہ آپؐ کی آمد سے مراد آپ کے کسی خادم کا آنا ہے جو آپ سے ہی کسبِ فیض کر کے آپ کے دین کو پھیلائے گا۔

شروع شروع میں یہ بات میری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ لیکن بعد میں جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے دعویدار کے پاس الٰہی نشانات اور تائیدات بھی ہیں تو میں نے یہ سوچ کر ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔ اس دوران جب میں نے حضورؑ کے بعض قصائد پڑھے تو ان میں پروئے گئے علم وحکمت کے لعل وجواہر اور معارف وحقائق کے موتیوں کو دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ پھر جب میں نے حضورؑ کی عربی کتب کا مطالعہ کیا تو مزید حیرتوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ کیونکہ میں نے انہیں علومِ قرآن کے خزانوں سے معمور پایا، جو اس بات کا واضح اعلان تھا کہ یہ شخص خدا کا تائید یافتہ انسان ہے ورنہ ایسے علوم خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کو ہرگز نہیں دیتا۔ چنانچہ میں نے اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے مدد کے لئے دعا شروع کردی اور خدا کی راہنمائی کا انتظار کرنے لگا۔ جب نماز میں تضرع کے ساتھ دعا کرنے کے بعد میں حسبِ عادت بیٹھ کر قرآن کریم پر غور وخوض کرنے لگا تو میرے سامنے سورہ الفرقان کھلی۔ میں نے اس کی آیات پر غور شروع کیا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ یہ سورت میرے تمام سوالوں کا جواب دے رہی ہے۔ جب میں نے اس کے آخر پر یہ پڑھا کہ عباد الرحمٰن تو وہ ہیں جنہیں جب خدا تعالیٰ کی آیات کی تذکیر کروائی جاتی ہے تو وہ ان کے ساتھ اندھوں اور بہروں جیسا سلوک نہیں کرتے، تو میرا دل ڈر گیا۔ پھر آخر پر اللہ کا یہ ارشاد پڑھا کہ اے رسول تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہو تو خدا تمہاری پرواہ ہی کیا کرے۔ چونکہ میں نے دعا کی تھی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی آیات سے میری تسلی کروائی تھی اس لئے میرے لئے بہت مؤثر ثابت ہوئی کیونکہ ایسے نشان کا انکار بہت سخت عذاب سے ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا میں نے بیعت کا فیصلہ کرلیا۔ اسی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی حقیقت بھی سمجھا دی اور اگلی صبح میں نے بیعت فارم پُر کر کے ارسال کردیا۔

بیعت کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ایسے دُرر اور معارف کے خزانے پائے جن کی میری روح میں دیرینہ پیاس تھی۔

احمدیت کے ذریعہ تجدیدِ دین

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے رؤیائے صالحہ سے بھی نوازا۔ ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک جلنے والی قدیم مسجد کو دیکھ کر غمگین ہوں۔ ایسے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ اور غم نہ کرو۔ میں چل دیا تو دیکھا کہ اس جلنے والی مسجد کی دیواریں گرتی گئیں اور اس کے پیچھے ایک خوبصورت مسجد نظر آنے لگی۔ حضورؓ مجھے اس کے نیچے جانے والے ایک راستے پر لے گئے جو ہمیں زمین کے نیچے بسنے والے ایک نہایت روشن شہر میں لے گیا۔ میں اس رؤیا کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ یقیناً اس میں احمدیت کے ذریعہ اسلام کی تجدید کی طرف اشارہ تھا۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی ورنہ ہم اپنی کوشش سے ایسا کرنے سے قاصر تھے۔

..........................**(باقی آئندہ)**

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

(تقریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فرمودہ 2 جون 1929ء برموقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

سیرت النبیؐ کے جلسوں کے انعقاد کی غرض وغایت اور برکات

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں پھر دوبارہ اس تحریک پر عمل کرنے کی توفیق عطا کی جو مَیں سمجھتا ہوں آہستہ آہستہ ملک کے امن اور اس میں صلح کے قیام کا موجب ہوگی۔ مَیں نے پچھلے سال اس مہینہ میں گو اسی تاریخ تو نہیں، اسی موقع پر ان جلسوں کی غرض بیان کی تھی جو کہ ایک ہی دن میں سارے ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر بھی اس غرض سے منعقد کئے گئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک حالات بیان کئے جائیں۔ مَیں نے بتایا تھا کہ **اس قسم کے جلسے علاوہ اس کے کہ ان کے ذریعہ ایک عظیم الشان تاریخی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ مختلف قوموں میں صلح اور آشتی کا موجب ہوں گے۔**

اس سال بعض ہندو لیڈروں کی طرف سے سوال کیا گیا کہ آیا ان کے بزرگوں کے حالات بیان کرنے کے لئے جلسے کئے جائیں تو ہماری جماعت ان جلسوں میں اسی رنگ میں شریک ہوگی جس طرح وہ شریک ہو رہے ہیں۔ **مَیں نے اس کے جواب میں یہی کہا کہ ان جلسوں کی غرض جب یہ بھی ہے کہ مختلف اقوام میں اتحاد اور رابطہ پیدا کیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ جب دوسری اقوام ان بزرگوں کے حالات بیان کرنے کے لئے جلسے کریں جنہوں نے دنیا میں عظیم الشان تغیّر پیدا کردیئے تو ہماری جماعت کے لوگ ان جلسوں میں شامل نہ ہوں۔ ہماری جماعت کے لوگ بڑی فراخ دلی اور پورے وسعت حوصلہ اور بڑے شوق سے ان میں شامل ہوں گے۔**

مَیں نے گزشتہ سال کے جلسہ پر جو تقریر کی، اس میں مثال کے طور پر بیان کیا تھا کہ جب مَیں شملہ گیا تو وہاں ایک جلسہ برہمو سماج کا ہوا جس میں شمولیت کے لئے مسز نائیڈو نے مجھے بھی دعوت دی اور مَیں اس میں شامل ہوا۔ مجھے تقریر کے لئے بھی کہا گیا لیکن چونکہ تمام کے تمام حاضرین انگریزی سمجھنے والے تھے اور بہت قلیل التعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اردو سمجھ سکتے تھے اور مجھے انگریزی میں تقریر کرنے کا ملکہ نہ تھا، اس مجبوری کی وجہ سے مَیں تقریر نہ کرسکا ورنہ مَیں نے کہہ دیا تھا کہ تقریر کروں گا۔ چونکہ ابھی تک اس قسم کے جلسوں کی اہمیت کو نہیں سمجھا گیا اس لئے پوری طرح ان پر عمل نہیں شروع ہوا۔ لیکن جب بھی ایسے جلسے کئے گئے اور حضرت کرشن، حضرت رامچندر یا اَور بزرگوں کے حالات بیان کئے گئے۔ انہوں نے دنیا میں جو اصلاحیں کی ہیں وہ پیش کی گئیں۔ انہوں نے خود تکلیفیں اٹھا کر دوسروں کو جو آرام پہنچایا ان کے لئے جلسے کئے گئے تو کوئی احمدی نہ ہوگا جو شوق اور محبت سے ان میں شامل نہ ہوگا۔ **لیکن یہ ضروری ہے کہ انبیاء کا ذکر انبیاء کے طور پر کیا جائے اور** قومی مصلحین کا ذکر اسی رنگ میں ہوگا نہ کہ انبیاء کے رنگ میں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ **اگر ہر قوم کی طرف سے اپنے مذہبی بزرگوں کے متعلق اس قسم کے جلسے ہوں تو وہ بھی یقیناً ہمارے ان جلسوں کو بہت پُرلطف اور بہت دلچسپ بنادیں گے۔ کیونکہ اس طرح آپس میں بہت زیادہ تعاون کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔** اور جس قدر محنت اور کوشش ہمیں اب ان جلسوں کے انعقاد کے متعلق کرنی پڑتی ہے، اس وقت اتنی نہ کرنے پڑے گی۔ جب دیگر مذاہب کے لوگ دیکھیں گے کہ ان کے جلسوں میں ہر جگہ ہماری جماعت کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ محبت اور شوق سے ان کے بزرگوں کی یاد تازہ کرتے ہیں، کھلے دل سے ان کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں تو یقیناً ہمارے جلسوں میں ان کی شمولیت پہلے سے بہت زیادہ ہوگی اور بہت زیادہ اخلاص اور محبت سے ہوگی۔ مجھے اس بات سے نہایت خوشی ہے کہ اس سال گزشتہ سال کی نسبت زیادہ جلسے ہو رہے ہیں۔ پچھلے سال ہندوستان کے مختلف مقامات کے لوگوں نے پانچ سو جلسے کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اس سال 1900 سے زیادہ جلسوں کے وعدے آچکے ہیں۔ پچھلے سال ایک ہزار کے قریب جلسے ہوئے تھے۔ اس سے اندازہ لگا کر کہا جاسکتا ہے کہ اس سال چار پانچ ہزار جگہ لوگ اس مبارک تقریب پر جمع ہوں گے۔

امن واتحاد کی بنیاد رکھنے والے جلسے

انسانی آنکھ دُور تک نہیں دیکھ سکتی اور میری آنکھ بھی اس نظارہ کو نہیں دیکھ سکتی جو سارے ہندوستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آج رونما ہے۔ لیکن **خدا نے جو روحانی آنکھ پیدا کی ہے، اس سے مَیں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اس سے دل خوشی سے بھرتا جارہا ہے اور نظر آرہا ہے کہ یہی جلسے ایک دن فتنہ وفساد کو مٹا کر امن واتحاد کی صحیح بنیاد قائم کردیں گے۔** اس سال نہ صرف یہ کہ جلسے گزشتہ سال کی نسبت زیادہ منعقد ہوں گے بلکہ پہلے سے زیادہ مقتدر اور معزز لوگوں نے ان میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے۔ کل ہی کلکتہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسٹر سین گپتا نے جو کلکتہ کے نہایت معزز آدمی ہیں، شمولیت کا وعدہ کیا ہے۔ اور بڑے بڑے لوگوں نے اشتہار میں اپنے نام لکھائے ہیں۔ بہت سی اعلیٰ طبقہ کی خواتین نے بھی جلسہ میں شریک ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ پچھلے سال تو بنگال کی ایک مشہور خاتون نے جو ایم۔اے ہیں، اس بات پر اظہار افسوس کیا تھا کہ ہمارے طبقہ کو ان جلسوں میں زیادہ حصہ لینے کا موقع کیوں نہ دیا گیا۔ اسی طرح اور مقامات کے معززین کے متعلق بھی اطلاعات موصول ہوچکی ہیں کہ انہوں نے جلسہ کے اعلانات میں اپنے نام لکھائے، شمولیت جلسہ کے وعدے کئے اور ہر طرح جلسہ کو کامیاب بنانے میں امداد دی۔

اس تمہید کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں جو اس سال کے جلسوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ پچھلے سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تین پہلوؤں کو لیا گیا تھا۔ اور مَیں نے بھی ان پر اظہار خیالات کیا تھا۔ اس سال ان کے علاوہ دو اَور پہلو تجویز کئے گئے ہیں اور وہ یہ کہ:

(1) توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اس پر زور۔

(2) غیر مذاہب کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل۔

گو دوسرے مقامات پر یہی طریق رکھا گیا ہے کہ مختلف مضامین پر مختلف لوگ اظہارِ خیالات کریں۔ لیکن اس مقام (قادیان) کے مخصوص حالات کی وجہ سے پچھلے سال بھی یہی طریق تھا کہ تینوں مضامین پر مَیں نے ہی اظہار خیالات کیا تھا اور اب بھی یہی ارادہ ہے کہ انشاء اللہ دونوں مضامین پر مَیں ہی بولوں گا۔

مجھے افسوس ہے کہ اس تقریب کی اہمیت کے لحاظ سے جتنا لمبا کلام اور جس طرز کا کلام ہونا چاہئے تھا بوجہ بیماری اور کھانسی مَیں اتنا لمبا بیان نہیں کرسکوں گا اس لئے مجبوراً اختصار کے ساتھ اہم پہلو لے کر اظہار خیالات کروں گا۔

توحید کی اہمیت

مَیں سب سے پہلے توحید کی اہمیت کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں میں یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ توحید کے متعلق مختلف مذاہب میں اصولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مسلمان بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کئی مذاہب ایسے ہیں جو توحید کے قائل نہیں، مگر یہ درست نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ توحید کی تفصیل اور تشریح میں اختلاف ہو مگر **اصولی طور پر تمام مذاہب کے لوگ توحید کے قائل ہیں۔** حتیٰ کہ جن مذاہب کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ توحید کے خلاف ہیں، وہ بھی دراصل توحید کے قائل ہیں۔

مَیں نے ہندوؤں، سکھوں، یہودیوں، زرتشتیوں، عیسائیوں، بدھوں کی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور اسلام تو ہے ہی اپنا مذہب، اس کا مطالعہ سب سے زیادہ کیا ہے۔ ان سب کے مطالعہ سے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ساری اقوام اور تمام مذاہب توحید کے لفظ پر جمع ہیں اور سب کے سب اس کے قائل ہیں۔ عام مسلمان خیال کرتے ہیں کہ عیسائی توحید کے قائل نہیں۔ مگر مَیں نے عیسائیوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ مسلمان توحید کے قائل نہیں۔ توحید کے اصل قائل ہم (عیسائی) ہیں۔ اسی طرح مَیں نے ہندوؤں کی کتب میں پڑھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو توحید کے قائل اور دوسروں کو اس کے خلاف بتاتے ہیں۔ یہی حال دوسرے مذاہب کا ہے۔ اس سے کم از کم یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ لفظ توحید کے سب قائل ہیں۔ باقی تشریحات میں اختلاف ہے۔ اور جب کوئی قوم خود اقرار کرتی ہو کہ وہ توحید کی قائل ہے تو پھر اس کے متعلق یہ کہنا کہ قائل نہیں، درست نہیں ہوسکتا اور **سب اقوام اور سب مذاہب کے لوگوں کا توحید کا قائل ہونا ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ مسئلہ باقی دنیا کی نظر میں بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔**

یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ اپنی ایک ہی غرض پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ بندوں کا خدا سے تعلق پیدا کرنا۔ خواہ اس ہستی کا نام خدا رکھ لیا جائے یا گاڈ (God) یا پرمیشور یا ایزد، اس سے بندہ کا تعلق پیدا کرنا مذہب کی غرض ہے۔ اب صاف بات ہے کہ اگر کوئی مذہب توحید پر قائم نہ ہو تو یقیناً وہ اپنے پیروؤں کو اَور طرف لے جائے گا۔ اور اس کا پیرو اس مقصد کے حاصل کرنے سے محروم ہوجائے گا جو مذہب کا ہے۔ جب تک ایک نقطہ نہ ہو جس پر پہنچنا مقصود ہو، اس وقت تک تمام کوششیں بے کار جاتی ہیں۔ اور ساری اقوام اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی نقطہ ہے جس تک سب کو پہنچنا ہے۔ بعض قومیں گو بتوں کو پوجتی ہیں لیکن ساتھ یہ بھی کہتی ہیں کہ ہم بتوں کی اس لئے پوجا کرتی ہیں کہ وہ خدا تک ہمیں پہنچادیں۔ غرض ہر مذہب والا اپنے مذہب کی غرض خدا تک پہنچنا قرار دیتا ہے اور اگر کوئی خدا تک نہ پہنچے تو ہر مذہب والا سمجھے گا کہ وہ اصل مقصد کے پانے سے محروم رہ گیا۔ اس کے دوسرے لفظوں میں یہی معنی ہیں کہ جسے توحید کا راز معلوم نہ ہوا وہ محروم رہ گیا۔

مَیں نے جیسا کہ بتایا ہے، ایسے جلسوں کی غرض مختلف اقوام میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنا ہے۔ اس لئے مَیں ایسے رنگ میں اپنا مضمون بیان کروں گا کہ کسی پر حملہ نہ ہو بلکہ ہمارا مذہب جو کچھ بتاتا ہے اسے پیش کیا جائے۔

ہر وہ مذہب جو خدا تعالیٰ کو مانتا ہے اس میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے

ہمارا عقیدہ اور مذہب ہے کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں وہ سب کے سب خدا کی طرف سے قائم کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری جس میں کوئی نہ کوئی نبی، اوتار، رشی اور مُنی نہ گزرا ہو۔ یہ بات آپ نے اپنے پاس سے نہیں لکھی بلکہ قرآن کریم میں یہ بتایا گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی خیال تھا اور پُرانے آئمہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ **اس عقیدہ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ توحید پہلے نہ تھی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، قرآن کریم کی تردید کرنا ہے۔ جب قرآن بتاتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے تو یقیناً ہر قوم میں توحید بھی قائم ہوئی۔ اگر آج کسی قوم میں توحید نہیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مبعوث ہوئے، اُس وقت نہ تھی تو اِس سے صرف یہ معلوم ہوا کہ اس وقت وہ قوم توحید سے تہی دست ہوچکی تھی، نہ یہ کہ اس قوم میں جو نبی آیا اس نے توحید کی تعلیم نہ دی تھی۔**

پس ہر وہ مذہب جو خدا تعالیٰ کو مانتا ہے اس میں توحید کی تعلیم دی گئی۔ ہاں اس پر سب اقوام متفق ہیں کہ جس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے، اس وقت توحید مٹ چکی تھی۔ چنانچہ ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت دنیا میں بڑی خرابی پیدا ہوچکی تھی، مذہبی حالت بہت خراب ہوچکی تھی۔ عیسائیوں کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ اس وقت شرک پھیل چکا تھا۔ اور لکھا ہے کہ اسلام کی اشاعت اور ترقی کی وجہ ہی یہ ہوئی کہ عیسائی قوم سے توحید جاتی رہی تھی۔ عیسائیوں نے اسلام میں توحید دیکھ کر اسے قبول کرلیا۔ یہی بات زرتشتی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں چونکہ زرتشتی لوگ توحّد چھوڑ چکے تھے، انہیں مسلمانوں کی پیش کردہ توحید پسند آگئی اور وہ مسلمان ہوگئے۔ غرض یہ سب مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شرک پھیل گیا تھا دنیا میں توحید نہ رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں پیدا ہوکر ایسے مقام میں پیدا ہوکر جو توحید سے بالکل ناواقف تھا، وہاں کوئی مذہب ہی نہ تھا، کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس کے متعلق کہا جاتا ہو کہ خدا کی طرف سے ملی ہے۔ بلکہ وہ لوگ سمجھتے تھے ہمارے بزرگ جو بات کہہ گئے وہی مذہب ہے۔ حالانکہ مذہب وہی کہلاسکتا ہے جس کے ماننے والوں کے پاس ایسی کتاب ہو جس کے متعلق ان کا اعتقاد ہو کہ پرمیشور یا خدا نے نازل کی ہے۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم میں پیدا ہوئے جس کا کوئی مذہب نہ تھا۔ وہ نہ وید کو الہامی مانتی تھی نہ توریت کو، نہ انجیل کو نہ ژند کو۔ ایسے ملک اور ایسی قوم میں پیدا ہوکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحّد کو ایسے کامل اور ایسے اعلیٰ رنگ میں پیش کیا کہ آپ کے مخالف بھی اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتا لگتا ہے''۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے، مختلف زاویوں سے بیشمار جگہ اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اس کا ایسا اِدراک حاصل کیا اور آپ علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے ان کا دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں۔

جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حقیقی عبادت کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے کس قسم کی حس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ امریکہ کی جماعت ایسے نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ٹھوس اور مربوط کوشش ہو۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس امید کا اظہار کیا ہے وہ حقیقت بن جائے۔

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیزیں کھیلیں ہیں۔

اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں۔ ان کی صحیح تربیت کریں۔ ان کو اپنے ساتھ جوڑیں تو یقیناً بہت سے تربیت کے مسائل حل ہو جائیں جس کی ماں باپ کو شکایت رہتی ہے۔ دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔ معاشرے کے امن کے لئے، سکون کے لئے اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلاوجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں جو ان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔ اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ خطبوں کو سن لینا، تقریروں کو سن لینا، اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا، اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ اور ان کی روشنی میں احباب جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29 رجنوری 2016ء بمطابق 29 صلح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتہ لگتا ہے''۔ فرمایا ''کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے۔ ہر شخص پر ضرور ایسے مشکلات پڑتے ہیں جن میں انسان بالکل عاجز رہ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس وقت دعا کے ذریعہ سے مشکلات حل ہو سکتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد 08 صفحہ 35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے، مختلف زاویوں سے بیشمار جگہ اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اس کا ایسا ادراک حاصل کیا اور آپ علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے ان کا دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک واقعہ سنایا گیا جس پر آپ بہت ہنسے۔ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کا واقعہ ہے۔ حضرت منشی صاحب شروع میں قادیان بہت زیادہ آیا کرتے تھے۔ بعد میں کیونکہ بعض اہم کام آپ کے سپرد ہو گئے اس لئے جلدی چھٹی ملنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ قادیان اکثر آتے رہتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے بچے ہوا کرتے تھے تو ان کا آنا ایسا ہی ہوا کرتا تھا جیسے مدتوں کا بچھڑا ہوا بھائی سال کے بعد اپنے کسی عزیز سے آ کر ملے۔ باوجود اس کے کہ جلدی جلدی آتے تھے پھر بھی اس محبت اور خلوص سے ملا کرتے تھے کہ جس طرح ہم سالوں بعد مل رہے ہیں۔ غرض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بیان ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں سنایا گیا۔ اس دوست نے بتایا کہ منشی اروڑے خان صاحب تو

ایسے آدمی ہیں کہ جو مجسٹریٹ کو بھی ڈرا دیتے ہیں۔ پھر اس نے سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ مَیں قادیان جانا چاہتا ہوں مجھے چھٹی دے دیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت منشی صاحب سیشن جج کے دفتر میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا قادیان میں نے ضرور جانا ہے مجھے آپ چھٹی دے دیں۔ وہ کہنے لگا کام بہت ہے اِس وقت آپ کو چھٹی نہیں دی جاسکتی۔ منشی صاحب کہنے لگے بہت اچھا۔ آپ کا کام ہوتا رہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ کہتے ہیں کام بہت ہے۔ کریں، کروالیں مجھے چھٹی نہ دیں لیکن میں آج سے بددعا میں لگ جاتا ہوں۔ کام جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ کام کبھی نہ سنورے۔ آپ اگر نہیں جانے دیتے تو نہ جانے دیں۔ آخر مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان پہنچا کہ وہ سخت ڈر گیا اور اس کے بعد اس مجسٹریٹ پہ یہ اثر ہوا کہ جب بھی ہفتے کا دن آتا تھا وہ عدالت والوں سے کہتا کہ آج کام ذرا جلدی بند کر دینا کیونکہ منشی اروڑے خان صاحب کی گاڑی کا وقت نکل جائے گا۔ یعنی ٹرین پر انہوں نے قادیان جانا ہے۔ اس لئے جلدی بند کرو کہ وقت نہ نکل جائے۔ اس طرح وہ مجسٹریٹ جب بھی منشی صاحب کا قادیان آنے کا ارادہ ہوتا آپ ہی انہیں چھٹی دے دیتا۔ تو وہ ان کی دعا سے ایسا ڈرا۔ تو یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی بزرگی اور دعاؤں کا اثر غیروں پر بھی ڈالا ہوا تھا اور یہی چیز ہے جسے آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا چاہئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 22 صفحہ 430-429)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بعض اَور باتیں بیان کرتا ہوں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہیں اور ہماری روحانیت میں ترقی اور تربیت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ دنیا میں مختلف طبیعتوں اور احساسات کے حامل انسان ہوتے ہیں۔ بعض کی حسّیں تیز ہوتی ہیں، بعض کی کم۔ بعض خاص حالات کی وجہ سے کسی موسم کے یا حالات کے عادی ہو جاتے ہیں اور بعض کے لئے وہ حالات سخت ہوتے ہیں گویا وہ عادت نہ ہونے کی وجہ سے حسّاس ہوتے ہیں یا ان کی طبیعت زیادہ حسّاس ہوتی ہے۔ پس سردی گرمی، خوشبو اور بدبو کا احساس حسّوں کے کم یا زیادہ ہونے سے ہوتا ہے۔ اور یہ انسان کی حسّیں ہیں جو اس فرق کو ظاہر کرتی ہیں اور انسانوں کی اکثریت اس لحاظ سے حسّاس ہوتی ہے جن کو سردی گرمی کا بھی احساس ہوتا ہے، خوشبو بدبو کا بھی احساس ہوتا ہے اور بعض احساسات ہوتے ہیں۔ اور جن کو احساس نہیں ہوتا وہ یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ ان چیزوں کے اثرات نہیں ہیں یا یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سردیوں میں بھی جب لوگوں کے پاؤں ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں، موٹی جرابیں پہنی ہوتی ہیں تو برف میں رہنے والا یا بعض لوگ جن کو سردی کم لگتی ہے وہ بغیر جراب کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاؤں بڑے گرم ہیں۔ اسی طرح بعض اور احساسات ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سردی نہیں ہے یا سردی اثر نہیں کرتی کیونکہ اکثریت حسّاس ہوتی ہے۔ پس ان چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں اور اکثریت کو یہ احساس ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ احساس کے اس فرق کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ایک دنیاوی مثال بھی دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ کسی شہر میں چند شہری آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ تِل بہت گرم ہوتے ہیں۔ ایک پاؤ تِل کوئی نہیں کھا سکتا۔ اگر کھائے تو فوراً بیمار ہو جائے۔ (اکثریت کی یہی حالت ہوگی۔) یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی پاؤ بھر تِل کھائے اور بیمار نہ ہو جائے۔ اس گفتگو کے دوران ایک نے کہا کہ اگر کوئی اتنے تِل کھائے تو مَیں اسے پانچ روپے انعام دوں۔ کوئی زمیندار وہاں سے گزر رہا تھا۔ (ان لوگوں کو کچی چیزیں کھانے کی بھی اور زیادہ کھانے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کام بھی کر لیتے ہیں یا بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں تو وہ) زمیندار بھی کوئی اَکھڑ قسم کا زمیندار تھا۔ وہ نہایت تعجب سے اور حیرت سے ان کی یہ باتیں سنتا رہا اور خیال کر رہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ ایسے مزے کی چیز کھانے پر پانچ روپے انعام بھی ملتے ہیں (کہ تِل کھانے ہیں اور پانچ روپے انعام ملیں گے۔) اس نے آگے بڑھ کے پوچھا کہ ٹہنیوں سمیت کھانے ہیں یا بغیر ٹہنیوں کے۔ یہ اس لئے پوچھا کہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ بغیر ٹہنیوں کے پاؤ بھر تل کھانے سے پانچ روپے انعام کس طرح ہو سکتا ہے۔ گویا وہ ٹہنیوں سمیت بھی کھانے کے لئے تیار تھا حالانکہ باتیں کرنے والے اتنے تِل کھانا ناممکن خیال کر رہے تھے۔ اب ان دونوں کے احساس میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک تو وہ ہیں کہ پاؤ بھر تِل کھانے ناممکن خیال کرتے ہیں اور ایک وہ ہے کہ جو بمع ٹہنیاں کھانے کے لئے تیار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بغیر ٹہنیوں کے تو یہ معمولی مزے کی بات ہے۔ اس پر کب پانچ روپے انعام مل سکتا ہے۔ پس دنیا میں جس قدر فرق ہیں یہ احساسات کے فرق ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 82 تا 86) اور یہی قانون روحانی دنیا میں بھی چلتا ہے۔ کسی پر نماز کا زیادہ اثر ہوتا ہے، کسی پر کم اثر ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو صرف نمازیں پڑھتے ہیں یا ظاہراً نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ٹکّریں ماریں اور چلے گئے۔ نماز کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہوتا۔ روحانی حسّوں کے ثبوت کے لئے انہی کی شہادت قبول ہوگی جن میں یہ حسّ زیادہ ہو۔ جن کو اثر زیادہ ہوتا ہو، جو عبادت کرتے ہوں اور عبادت کا اثر بھی ان پر ظاہر ہوتا ہو۔

پس جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حقیقی عبادت کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے کس قسم کی حس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اسے ایک اور حوالے سے بیان فرمایا ہے لیکن اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب نیک فطرت بڑے بڑے متبحّر عالم بھی آتے تھے تو یہ عالم آپ کی بیعت کا شرف بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک عالم دین جو صَرف و نحو کے متبحر عالم تھے اور سارے ہندوستان میں ان کی علمیت کا شہرہ تھا بہت سادہ طبع تھے۔ اور اگر انہیں کوئی ایسا شخص دیکھتا جو ان کو پہلے سے نہ جانتا تو وہ یہی سمجھتا کہ یہ گھاس کاٹ کر آ رہے ہیں، کوئی عام مزدور آدمی ہیں۔ ان کا نام مولوی خان ملک صاحب تھا۔ وہ کہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے متعلق خبر سن کر قادیان آئے اور آپ کی باتیں سن کر ایمان لے آئے۔ واپسی پر جب وہ لاہور پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ مولوی غلام احمد صاحب سے ملتے چلیں۔ مولوی غلام احمد صاحب شاہی مسجد میں درس دیتے تھے اور وہ مولوی خان ملک صاحب کے شاگرد رہ چکے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب بھی بہت مشہور عالم تھے اور چونکہ لاہور کے لوگ اچھے متموّل تھے اس لئے مولوی غلام احمد صاحب کی مالی حالت بہت اچھی تھی اور سینکڑوں طالبعلم ان کے پاس پڑھتے تھے۔ جب مولوی خان ملک صاحب شاہی مسجد میں پہنچے تو وہاں کے طلباء کو تو اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ کس پائے کے آدمی ہیں۔ انہوں نے ان کے معمولی لباس اور ظاہری صورت سے یہ اندازہ لگایا کہ یہ کوئی معمولی آدمی ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب نے مولوی خان ملک صاحب سے پوچھا کہ فرمائیے کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا قادیان سے۔ انہوں نے حیران ہو کے پوچھا قادیان سے؟ انہوں نے کہا ہاں قادیان سے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ تو کہنے لگے کہ مرزا صاحب کا مرید ہونے کے لئے گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔ آپ نے ان میں کیا خوبی دیکھی کہ ان کے مرید ہونے کے لئے چلے گئے۔ مولوی خان ملک صاحب نے پنجابی میں انہیں کہا کہ ”تُو اپنا کم کر تینوں تے قَالَ یَقُوْلُ وِی چنگی طرح نہیں آندا“۔ یعنی تم اپنا کام کرو۔ تجھے تو ابھی قَال یَقُوْلُ بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ کیونکہ مولوی غلام احمد صاحب بھی بڑے مشہور عالم تھے اس لئے جب مولوی خان ملک صاحب نے یہ الفاظ کہے تو مولوی غلام احمد صاحب کے شاگردوں کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے مولوی خان محمد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ بُڈھے تُو نے یہ کیا بات کہی ہے۔ مولوی غلام احمد صاحب نے ان کو منع کیا اور کہا خاموش رہو۔ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں بالکل ٹھیک ہے۔“ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 289-288)۔ تو ایسے سعید فطرت لوگ بھی تھے جو جاتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ ان کو کوئی ضد، علم پہ زعم نہیں تھا۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک عرب آیا۔ یہ لوگ چونکہ عام طور پر سوالی ہوتے ہیں وہ جب کچھ دنوں کے بعد یہاں سے جانے لگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرائے کے طور پر اسے کچھ دیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں نے سنا تھا کہ آپ نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے آیا تھا۔ کچھ لینے کے لئے نہ آیا تھا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی کیونکہ اس علاقے کا شاید اب تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں آیا جو سوالی نہ ہو۔ (اُس زمانے میں جب یہ لوگ جاتے تھے۔) اس بات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کچھ دن اور ٹھہر جائیں۔ وہ ٹھہر گیا اور بعض لوگوں کو آپ نے مقرر کیا کہ اسے تبلیغ کریں۔ کئی دن اس سے گفتگو ہوتی رہی مگر اسے کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر تبلیغ والے دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ یہ بڑا جوشیلا ہے۔ یہ سوالی لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اسے صداقت کی طلب معلوم ہوتی ہے۔ (جس طرح آجکل اکثر عرب جو احمدی ہو رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طلب ہے) اس لئے اس کے لئے دعا کی جائے۔ تبلیغ سے تو ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ نے دعا کی اور آپ کو بتایا گیا کہ اسے ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ خدا کی قدرت اسی رات اسے کسی بات سے ایسا اثر ہوا کہ صبح اس نے بیعت کر لی اور پھر چلا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر مجھے بتایا گیا کہ کئی قافلوں کو اس نے تبلیغ کی۔ ایک قافلے والے اسے مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے تو وہ ہوش آنے پر اٹھ کر دوسرے قافلے کے پاس چلا جاتا اور تبلیغ کرتا۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب سینے کھولے تو کھلتے ہیں“ اور پھر ایسا مثالی جوش پیدا ہوتا ہے کہ پھر کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 457)

اسی طرح آپ ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے یا امریکن نے اسلام قبول کیا۔ الیگزینڈر رسَل وَیب اس کا نام تھا اور امریکن ایمبیسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ بعد میں وہ ہندوستان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے ملنے کی خواہش کی۔ مگر مولویوں نے اسے کہا۔ (وہ لاہور وغیرہ یا کسی بڑے شہر میں جہاں آیا تھا۔ وہاں کے مولویوں سے جب ملا تو انہوں نے اسے کہا) کہ اگر مرزا صاحب سے ملے تو مسلمان تمہیں چندہ نہیں دیں گے۔ (تبلیغ کرنا چاہتے ہو۔ اپنا plan پھیلانا چاہتے ہو۔ تبلیغ کی جو منصوبہ بندی تم نے کی ہے اس کے لئے پھر مسلمانوں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔) چنانچہ وہ ان کے بہکانے

کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملا مگر آخر بہت مایوسی سے وہ یہاں سے واپس گیا۔ ان مسلمانوں نے بھی کوئی مدد نہ کی۔ اسے تو کہا گیا تھا کہ دوسرے مسلمان تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں اشاعت اسلام کے لئے بڑا چندہ دیں گے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب اس نے آپ کو خط لکھا کہ مَیں نے آپ کی نصیحت کو نہ مان کر بہت دکھ اٹھایا ہے۔ آپ نے مجھے بروقت بتایا تھا کہ مسلمانوں کے اندر خدمت دین کا کوئی شوق نہیں پایا جاتا مگر میں نے اسے نہ مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مَیں آپ کی ملاقات سے محروم ہو گیا۔

بہرحال وہ آخر وقت تک مسلمان رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے مخلصانہ تعلقات قائم رہے۔ تو سب سے پہلا مسلمان امریکہ میں وہی ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ بعض یورپین ممالک میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔ (ماخوذ از الفضل 21 اگست 1957ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ کرے کہ امریکہ کی جماعت ایسے نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ٹھوس اور مربوط کوشش ہو۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس امید کا اظہار کیا ہے وہ حقیقت بن جائے۔ ویسے بھی ایک زمانے میں امریکہ میں بہت احمدی ہوئے تھے اور بڑی مضبوطی سے احمدیت پہ قائم رہے لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی آگے جو نسلیں ہیں وہ دنیاداری کی وجہ سے یا رابطوں میں کمی کی وجہ سے یا اور وجوہات تھیں، احمدیت پر قائم نہیں رہ سکیں۔ اس کے لئے بھی جماعت امریکہ کو کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتے تھے اور کس طرح ان کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ صحیح تربیت کا طریق وہی ہے جو اسے کھیل کود سکھائے۔ (یعنی کھیلتے کودتے ہی تربیت ہو جائے۔) پہلے تو جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو کہانیوں کے ذریعہ اس کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے خالی وعظ کافی ہوتا ہے لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے اور کبھی حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وہ تھے سچے واقعات۔ ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا بہرحال اس میں ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں آپ سے سنی ہیں۔ پس بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیزیں کھیلیں ہیں۔ (بعض والدین آجاتے ہیں کہ یہ کھیلتا بہت ہے۔ اگر ٹی وی گیموں پر نہیں کھیل رہا اور باہر جا کر کھیلتا ہے تو بچے کو کھیلنے دینا چاہئے۔) کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر کہانیوں کا زمانہ کھیل سے نیچے کا زمانہ ہے۔'' (ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

پس باپوں کو بھی بچوں کو وقت دینا چاہئے۔ اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں۔ ان کی صحیح تربیت کریں۔ ان کو اپنے ساتھ جوڑیں تو یقیناً بہت سے تربیت کے مسائل حل ہو جائیں جس کی ماں باپ کو شکایت رہتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ''بچپن میں جو کہانیاں بچوں کو سنائی جاتی ہیں ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ بچہ شور نہ کرے اور ماں باپ کا وقت ضائع نہ کرے۔ (یہ بھی ایک مقصد ہوتا ہے۔) اگر وہ کہانیاں ایسی ہوں جو آئندہ زندگی میں بھی فائدہ دیں تو یہ کتنی اچھی بات ہے۔''

آجکل تو ماں باپ اس بات سے بچنے کے لئے کہ بچے شور نہ کریں اور علیحدہ بیٹھے رہیں ان کے ہاتھوں میں یا آئی پیڈ (Ipad) پکڑا دیتے ہیں یا کمپیوٹر پہ بٹھا دیتے ہیں یا ٹی وی پہ بٹھا دیتے ہیں اور وہاں اگر تو اچھی کہانیاں کوئی آ رہی ہوں تو ٹھیک، نہیں تو بعض دفعہ صرف وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو تو ویسے بھی ان پہ نہیں بٹھانا چاہئے کیونکہ ایک تو نظر پہ اثر پڑتا ہے اگر لمبا عرصہ بیٹھے رہیں۔ دوسرے دو سال سے کم بچے کو تو ویسے بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کی سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے اور پھر وہ ایک طرف لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ برے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے، کہانیاں سنانے کا جو فائدہ اس وقت ہوتا ہے وہ بھی ان سے حاصل ہوتا تھا۔ اگر اس وقت آپ وہ کہانیاں نہ سناتے تو پھر ہم شور مچاتے اور آپ کام نہ کر سکتے تھے۔ پس یہ ضروری ہوتا ہے کہ ہمیں کہانیاں سنا کر چپ کرایا جاتا اور یہی وجہ تھی کہ رات کے وقت ہماری دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے آپ جب بھی فارغ ہوں کہانیاں سنایا کرتے تھے تا ہم سو جائیں اور آپ کام کر سکیں۔ بچے کو کیا پتا ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اسے تو اگر دلچسپی کا سامان مہیا نہ کیا جائے تو وہ شور کرتا ہے اور کہانی سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچے سو جاتے ہیں۔''

اس زمانے میں تو یہ چیزیں نہیں تھیں۔ ماں باپ محنت بھی کرتے تھے۔ اب جیسا کہ میں نے کہا بعض چیزیں ایسی آ گئی ہیں جس کی وجہ سے ماں باپ ایک تو تربیت پہ محنت نہیں کرتے، دوسرے ان کے تعلق بچوں کے ساتھ کم ہو گئے ہیں۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''کہانیوں کی یہ ضرورت ایسی ہے جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ گو وہ عارضی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے کہ بچے کو ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ محو ہو کر سو جاتا ہے۔ ماں باپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ اس لئے وہ اسے لٹا کر کہانیاں سناتے ہیں یا ان میں سے ایک اسے سناتا ہے اور دوسرا کام میں لگا رہتا ہے یا پھر ایک سناتا ہے اور باقی خاندان آرام سے کام کرتا ہے۔ اگر اس وقت فضول اور لغو کہانیاں بھی سنائی جائیں تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہئے کہ ایسی کہانیاں سنائیں کہ اس وقت بھی فائدہ ہو۔'' (ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ دوستیاں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں، حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے (یہ پرانی حکایت ہے) کہ ایک شخص کا ریچھ سے دوستانہ تھا۔ اس نے اسے پالا تھا یا کسی مصیبت کے وقت اس پر احسان کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ یہ گویا ایک حکایت ہے جو حقیقت بیان کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی ریچھ وغیرہ جانوروں کو پال کر اپنے ساتھ ہلا لیتا ہے۔ مگر جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی حکایت روایت کرتا ہوں تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت بیان کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔ (یعنی ایک نصیحت کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔) یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تا دشمن یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ ایسے بیوقوف لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ ریچھ انسانوں کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ پرانی حکایتیں سبق حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور ان سے مراد ایسے خصائل رکھنے والے انسان ہوتے ہیں۔ (یعنی بعض لوگ ایسے خصائل رکھتے ہیں کہ وہ وہی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔) مثلاً پرانی حکایتوں میں بادشاہ کے دربار کو شیر کا دربار اور اس کے امراء و وزراء کو دوسرے جانوروں کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا اور اس طرح وہ بادشاہ بھی جس کے متعلق بات ہوتی نہایت مزے لے کر پڑھتا۔ خیر، تو ریچھ اس آدمی کا دوست تھا اور اس کے پاس آتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ بیمار پڑی تھی اور وہ پاس بیٹھا پنکھا ہلا رہا تھا اور مکھیاں اڑا رہا تھا۔ اتفاقاً اسے کسی ضرورت کے لئے باہر جانا پڑا اور اس نے ریچھ کو اشارہ کیا کہ تم ذرا مکھیاں اڑاؤ۔ مَیں باہر ہو آؤں۔ ریچھ نے اخلاص سے یہ کام شروع تو کر دیا مگر انسان اور حیوان کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے اور حیوان ایسی آسانی سے ہاتھ نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے انسان ہلا سکتا ہے۔ وہ مکھی اڑائے لیکن وہ پھر آ بیٹھے۔ پھر اڑائے پھر آ بیٹھے۔ اس نے خیال کیا کہ مکھی کا بار بار بیٹھنا میرے دوست کی ماں کی طبیعت پر بہت گراں گزرتا ہوگا۔ چنانچہ اس کا علاج کرنے کے لئے اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا تا کہ مکھی مر جائے۔ مکھی تو مر گئی مگر ساتھ ہی اس کی ماں بھی کُچلی گئی۔ یہ ایک مثال ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نادان کسی سے دوستی کرتے ہیں مگر دوستی کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ بعض دفعہ خیر خواہی کرتے ہیں مگر ہوتی دراصل تباہی ہے۔ اگر اپنے دوست کے سچے خیر خواہ ہوتے تو بے ایمانی کی طرف نہ لے جاتے بلکہ اگر اسے اس طرف مائل بھی دیکھتے تو اسے روکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کیا بات ہے؟ کیا ہم ظالم کی مدد بھی کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تُو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکے تو تُو اس کی مدد کرتا ہے۔'' (خطبات محمود جلد 13 صفحہ 205-204)

پس اصل مطلب یہ نہیں کہ اپنے دوست کی ہر حال میں مدد کرو اور اس کی مرضی کے مطابق چلو بلکہ اصل دوستی یہ ہے کہ دوست کے فائدے کے لئے اس کے خلاف بھی چلنا پڑے تو چلو۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو اسے تباہ کرتے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اسے نقصان پہنچاتے ہو۔ اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے وہاں قادیان کی ایک مثال دی جب یہ فرمایا تھا کہ کسی شخص کا کسی سے جھگڑا ہوا۔ اس کے ایک دوست نے بغیر سوچے سمجھے، ناحق دوستی کا حق ادا کرنے کے لئے یا دوستی کا حق ادا کرنے کے دھوکے میں اس جھگڑے میں خوب حصہ لیا۔ پہلا شخص تو اپنی فطری نیکی کی وجہ سے پھر اپنی جگہ پر آ گیا، جھگڑا ختم ہو گیا، صلح ہو گئی اور یہ دوست جس نے اس کی خاطر اس میں حصہ لیا تھا اس جھگڑے میں مرتد ہو گیا۔ پس دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی ریچھ تھا۔ اس کا ایک آدمی سے دوستانہ تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے طعن کیا کرتی تھی کہ تُو بھی کوئی آدمی ہے تیرا ریچھ سے دوستانہ ہے۔ ایک دن اس کی دل آزار گفتگو اس قدر بڑھ گئی اور ایسی بلند آواز سے اس نے کہنا شروع کیا کہ ریچھ نے بھی سن لیا۔ ریچھ نے تب ایک تلوار لی اور اپنے دوست سے کہا کہ یہ تلوار

میرے سر پر مارو۔(اس گفتگو کے متعلق حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ یہ صرف ایک کہانی ہے یہ بتانے کے لئے کہ کوئی آدمی ریچھ کی شکل کا ہوتا ہے اور کوئی انسان کی صورت کا۔ ہر ایک کی فطرت ہوتی ہے۔ انسانوں میں بھی کئی ریچھ ہوتے ہیں۔کئی انسان کہلا کر بھی دوسرے حیوان بنے ہوتے ہیں۔)اس شخص نے بہتیرا انکار کیا مگر ریچھ نے کہا کہ ضرور میرے سر پر مار۔آخر اس نے تلوار اٹھائی اور ریچھ کے سر پر ماری۔ وہ لہولہان ہوگیا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔ایک سال کے بعد پھر اپنے دوست کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا سر دیکھ۔کہیں زخم کا نشان ہے؟اس نے دیکھا تو کہیں زخم کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا۔تب ریچھ نے کہا کہ بعض جنگل میں بوٹیاں ہوتی ہیں۔مَیں نے علاج کیا اور زخم اچھا ہوگیا۔لیکن تیری بیوی کے قول کا زخم،(جو تیری بیوی میرے خلاف باتیں کرتی تھی اس کا زخم) آج تک میرے دل میں ہرا ہے۔تو بعض اوقات تلوار کے زخم سے زبان کا زخم بہت شدید ہوتا ہے اور یہ تلوار ایسا زخم لگاتی ہے جو کبھی بھولنے میں نہیں آتا۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 32)

پس معاشرے کے امن کے لئے،سکون کے لئے،اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلا وجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں جو ان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایک شخص اپنے دوست کی مدد کرنے کی وجہ سے بعد میں پھر ایمان سے ہی جاتا رہا اور مرتد ہوگیا۔بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ’’ حضرت موسیٰ کے قصے میں اس کی مثال موجود ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس قصے کو بارہا بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے نکلے تو راستے میں عمالیق سے مقابلہ آن پڑا۔(یہ حضرت نوح کی اولاد میں سے ایک قبیلہ تھا جو کہا جاتا ہے اسرائیلیوں کے بڑا اخلاف تھا۔ بہرحال)ان کے بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ ہم شکست کھا جائیں گے۔ان کے ہاں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ نے اس سے دعا کی درخواست کی۔ اس نے دعا کی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ موسیٰ خدا کا نبی ہے۔اس کے خلاف دعا نہیں کرنی چاہئے۔اس نے بادشاہ کو کہہ دیا کہ موسیٰ کے خلاف دعا نہیں ہوسکتی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ میری کوئی بات کارگر نہیں ہوتی تو اس نے وہی چال چلی جو آدم کو جنت سے نکلوانے کے لئے شیطان نے چلی تھی۔(ہمیشہ سے شیطان کا یہی اصول رہا ہے۔)حوّا کے ذریعہ سے پھسلایا تھا اسی طرح اس نے بھی بہت سے زیورات وغیرہ تیار کرائے اور موسیٰ کے برخلاف دعا کرانے کے لئے اس بزرگ کی بیوی کو دیئے۔اس نے تحریک کی مگر اس بزرگ نے جواب دیا کہ موسیٰ خدا کا مقرب ہے۔اس لئے اس کے خلاف بددعا نہیں ہوسکتی۔مَیں نے کی تھی مگر وہاں سے جواب مل گیا ہے۔لیکن وہ مُصِر ہوئی اور کہا کہ کیا ضرور ہے کہ اب بھی وہی حالات ہوں تم بددعا تو کرو۔آخر وہ رضا مند ہوگیا۔اس کو ایک جگہ لے گئے۔اس نے کہا کہ یہاں سینہ نہیں کھلتا۔اور اس طرح دو تین جگہ بدلی گئیں۔آخر چونکہ اس بزرگ کا ایمان جانا تھا اس نے بددعا کی۔ کہتے ہیں کہ جونہی اس نے بددعا کی موسیٰ کی قوم میں تباہی پڑ گئی کیونکہ اس کے پہلے ایمان کا کچھ تو اثر ہونا تھا۔(یعنی کہ ان کی جو ایمان کی کمزوری تھی۔اس قوم میں تباہی ان کے اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ انہوں نے ایک عارضی طور پہ نقصان اٹھایا۔)اور ادھر یہ بزرگ جو بنا ہوا تھا اس کا ایمان کبوتر کی شکل میں اڑ گیا۔اس کا ایمان بھی ختم ہوگیا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا کہ دعا نہیں کرنی لیکن دعا کی اور اس کو سزا یہ ملی کہ آئندہ سے موسیٰ کے خلاف دعا کرنے کی وجہ سے اس کی بزرگی کا جو رتبہ تھا،مقام تھا وہ ختم ہوگیا۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور قرب کا جو اعزاز تھا وہ بھی ضائع ہوگیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بیشک یہ ایک قصہ ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کبوتر ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسی طرح ایمان اس کے دل سے نکل گیا۔(پس چونکہ ایمان محنت سے آتا ہے اور جاتا ایک فقرہ میں ہے۔ایمان لانا،قبول کرنا،کسی چیز کو تسلیم کرنا،اور پھر اس ایمان میں بڑھنا اس پہ بڑی محنت لگتی ہے۔لیکن ایک معمولی سی بات ہے،جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ایک فقرہ ہے،ایک بات ہے جس سے پھر ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔)اس لئے ضرورت ہے کہ انسان ہر وقت ہوشیار رہے‘‘۔اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 340-341)

ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے کہ دست درکار و دل بایار۔یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مَیں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں۔انہوں نے کہا کہ محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر۔تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کے لئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکر الٰہی کیا جائے(آجکل دنیاداری میں پڑے ہوئے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔اس لئے ان کو بہرحال وقت نکالنا چاہئے۔وقت بھی نکالیں)اور غیر معیّن طور پر بھی اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔‘‘ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 309)

دین کی باتوں کو غور سے سننا،انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔خطبوں کو سن لینا،تقریروں کو سن لینا،اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا،اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عورتوں میں ان کی تربیت کے لئے مختلف لیکچر دینے شروع کئے اور کئی دن تک آپ لیکچر دیتے رہے۔ایک دن آپ نے فرمایا کہ ہمیں عورتوں کا امتحان بھی لینا چاہئے تا معلوم ہو کہ وہ ہماری باتوں کو کہاں تک سمجھتی ہیں۔ باہر سے ایک خاتون آئی ہوئی تھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔بتاؤ مجھے آٹھ دن لیکچر دیتے ہوگئے ہیں۔مَیں نے ان لیکچروں میں کیا بیان کیا ہے۔وہ کہنے لگیں کہ یہی خدا اور رسول کی باتیں آپ نے بیان کی ہیں اَور کیا بیان کیا ہے۔آپ کو اس جواب سے اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ نے لیکچروں کے اس سلسلے کو بھی بند کر دیا اور فرمایا کہ ہماری عورتوں میں بھی اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ بہت ابتدائی تعلیم کی محتاج ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی روحانی باتیں سننے کی ان میں استعداد ہی نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی بعض مَردوں کا حال ہے۔‘‘(بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ بہت سے مَردوں کا اب یہ حال ہے۔اب بعض جگہ تو اس کے الٹ بھی ہو رہا ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں اور جب اپنے مردوں کو یاد کرواتی ہیں کہ یہ دین کی بات ہے اس پر عمل کرو تو بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں کہ مردوں کا جواب ہوتا ہے کہ دین تو بہت کچھ کہتا ہے ہم تو اسی طرح رہیں گے اور اسی طرح کریں گے جو ہماری مرضی ہو۔تو یاد رکھنا چاہئے کہ جب اس قسم کی ڈھٹائی آ جائے تو پھر گراوٹ ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر انسان دین سے بالکل دُور ہٹ جاتا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ)’’اس کے مقابلے پر صحابہ کو دیکھو۔ وہ کس طرح رات اور دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔انہوں نے آپ کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کو لیا اور دنیا میں نہ صرف اس کو پھیلا دیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں۔ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو۔تم لذت حاصل کرنے کے لئے سارا قرآن پڑھ جاؤ تو تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے اس کی محبت کے جوش میں ایک دفعہ بھی سُبحان اللہ کہہ لو تو وہ تمہیں کہیں کا کہیں پہنچا دے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ مجلس میں بیان فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔مَیں اس مجلس میں موجود نہیں تھا۔ایک نوجوان نے یہ بات سنی تو وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خبر نہیں آج حضرت صاحب نے یہ کیا کہا ہے۔ وہ صاحبِ تجربہ نہیں تھا مگر مَیں اس عمر میں بھی صاحبِ تجربہ تھا حالانکہ میری عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔ میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو مَیں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کہنے لگا کس طرح؟ مَیں نے کہا کئی دفعہ مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ وہ دل سے نکلی ہوئی سبحان اللہ ہوتی ہے۔صرف منہ سے نہیں ہوتی۔تو وہ یہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سُبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا۔اسے سارا سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اپنے ذاتی تجربے کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب میں نے سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے میں اَور تھا اور اب میں کچھ اَور بن گیا ہوں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مضمون کو کس عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ میں نے اس وقت تک بخاری نہیں پڑھی تھی مگر میرا تجربہ صحیح تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں۔خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ انسان ان الفاظ کو نہایت آسانی کے ساتھ نکال سکتا ہے۔کوئی بوجھ اسے محسوس نہیں ہوتا۔ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ۔لیکن قیامت کے دن جب اعمال کے وزن کا سوال آئے گا تو وہ بڑے بھاری ثابت ہوں گے اور جس پلڑے میں وہ ہوں گے اسے بالکل جھکا دیں گے اور وہ کیا ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔‘‘ کہتے ہیں کہ’’ مجھے ان کلمات کے پڑھنے کی بڑی عادت ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک مرتبہ ہی ان کلمات کو کہنے سے میری روح اڑ کر کہیں کی کہیں جا پہنچتی ہے‘‘۔تو اصل چیز یہی ہے کہ ہم سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 118 تا 121)۔پس یہی حقیقت ہے کہ بعض دفعہ دل سے تسبیح اور تحمید جو ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے، محسوس ہوتا ہے کہ یہ اپنا اثر دکھا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے جو جہاں ہمارے اندر قوت عملیہ پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے وہاں ہم ایسی تسبیح و تحمید کرنے والے ہوں جو ہماری روح کو بلندیوں پر لے جائے اور ہمیں خدا تعالیٰ کا قُرب مل جائے۔

پیشگوئی مصلح موعود۔ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی
پس منظر،عظمت واہمیت

احسان اللہ دانش۔مربی سلسلہ

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنے دَور میں علمی، نقلی اورعقلی طور پر ہرلحاظ سے اتمام حجت کرنے کے ساتھ ساتھ 1885ء میں اسلام کی حقانیت اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے غیر مسلموں کو نشان نمائی کی دعوت دی۔ اوراپنے مخالفین کوخصوصاً اور منکرین اسلام کوعموماً مخاطب کرکے یہ چیلنج دیا کہ جوطلب صداقت کی خاطرایک سال تک ہمارے ہاں آ کر رہے گا، اُسے خدا ایسے نشان دکھائے گا جس سے اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت آشکارا ہوجائے گی۔آپ نے اس مضمون کے خط بلاد عالم میں بھیجے۔

اس پر قادیان کے آریوں اور دیگر معزز غیر مسلموں نے آپ کی خدمت میں بذریعہ خط نشان نمائی کا مطالبہ رکھا کہ ہم جو آپ کے ساتھ رہتے ہیں دوسروں سے زیادہ نشان نمائی کے مستحق ہیں۔انہوں نے لکھا:

’’جس حالت میں آپ نے لندن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہواورایک سال تک ہمارے پاس آ کرقادیان میں ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اس کوایسے نشان دربارہ اثبات حقیقتِ اسلام ضرور دکھائے گا کہ جوطاقت انسانی سے بالاتر ہو۔سوہم لوگ جوآپ کے ہمسایہ اورہم شہری ہیں لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جوہم طالب صادق ہیں ہم لوگ ایسے نشانوں پرکفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کوزیروزبر کرنے کی حاجت نہیں اورنہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت ہے۔ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جوانسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں۔جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ سچّا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی روسے آپ کی دعاؤں کوقبول کرلیتاہے اورقبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کواپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدداورحمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیاہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلداول۔صفحہ 93-92)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے اس خط کے جواب میں تحریرفرمایا:

’’آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے مجھ کو ملا۔ بہ تمام تر شکرگزاری اس کے مضمون کوقبول ومنظور کرتا ہوں۔اورآپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگرآپ صاحبان ان عہود کے پابندرہیں گے جواپنے خط میں آپ لوگ کرچکے ہیں توضرورخدائے قادرمطلق جلّشانہٗ کی تائیدونصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان دکھلا دیا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔اے قادرمطلق کریم ورحیم ہم میں اور ان میں سچّا فیصلہ کراورتو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اورکوئی نہیں کہ بجزتیرے فیصلہ کرسکے۔آمین ثمّ آمین‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلداوّل۔صفحہ 96-95)

چنانچہ حضرت مرزاغلام احمد قادیانی مسیح موعودومہدی معہودعلیہ السلام منکرین ومخالفین پر اتمام حجت اور اثباتِ حقیت دین اسلام کے لیے باذن الٰہی چلّہ کشی اورخصوصی دعاؤں کی غرض سے قادیان سے ہوشیارپورتشریف لے گئے اور دُنیا سے منقطع ہوکر چالیس روز تک بارگاہ ایزدی میں ایک عظیم الشان نشان کے ظاہرہونے کے لیے دعاؤں اور مناجات میں مصروف رہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں اور مناجات کوشرف قبولیت بخشتے ہوئے بیشمار برکات و افضال اورعظیم الشان بیٹے کے عطا کیے جانے کی بشارات سے نوازا۔ یہ بشارات آپ نے 20فروری 1886ءکو ایک اشتہارکے ذریعہ شائع فرمائیں۔

اس پیشگوئی میں دوموعود بیٹوں کی خبردی گئی تھی۔جن میں سے ایک نے چھوٹی عمر میں وفات پاجانی تھی جب کہ دوسرے نے غیرمعمولی زندگی پانی تھی۔اس نے غیرمعمولی صفات کا حامل ہوناتھااورزمین کے کناروں تک شہرت پانی تھی۔قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اس پسرموعود کے بارہ میں بہت سی ایسی غیرمعمولی صفات سے متصف ہونے کی بشارات دیں جن میں سے کوئی ایک صفت بھی ایسی نہیں کہ انسانی دسترس میں ہواورکوئی شخص اپنی اولاد کے بارہ میں اپنی طرف سے یہ دعویٰ کرسکے کہ وہ ایسی کسی صفت سے متصف ہوگی۔

اس پیشگوئی کو مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بڑا نشان قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم روف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہرفرمایاہے اوردرحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واَتم ہے اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوندکریم نے اس عاجز کی دعا کوقبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔سواگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابرمعلوم ہوتا ہے مگرغور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اوراس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگران روحوں اوراس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔جولوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کاظہوردیکھ کرخوش نہیں ہوتے بلکہ ان کوبڑا رنج پہنچتاہے کہ ایسا کیوں ہوا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 116-115)

معاندینِ اسلام کے لیے اورخصوصاً ہندوؤں کے لیے یہ امرکافی ہونا چاہیے تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے ان کی درخواست قبول کرلی ہے اورنشان نمائی کا وعدہ کرلیاہے۔لیکن عداوت اورتعصب آنکھوں پرپٹی باندھ دیتاہے۔ استہزاء اوردشمنی انسان کوچین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔چنانچہ ایک شدید معاندِ اسلام اخفائے حق اوراستہزاء کے لیے آگے آیا--- یعنی پنڈت لیکھرام پشاوری --- جو پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوراسلام کے خلاف بدزبانی میں مشہورتھا۔جب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے 1885ء میں غیرمسلموں کونشان نمائی کی دعوت دی تو لیکھرام بھی اواخر 1885ء میں نشان دیکھنے کے لیے قادیان آیا۔مگر چندروزمخالفوں کے پاس رہ کراور بدزبانی وغیرہ کرکے واپس چلاگیا۔تاہم وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بار بارنشان طلب کرتا تھا۔حضرت مسیح موعود نے خداتعالیٰ کی طرف سے علم پاکرجب ایک غیرمعمولی اور گوناگوں صفات سے متصف ایک عظیم الشان بےنظیرموعود بیٹے کے بارہ میں پیش گوئی کی جوآپ ہی کی ذُرّیت اورنسل سے ہوناتھااورجس کے بارہ میں خداتعالیٰ سے علم پاکرآپ نے فرمایا کہ وہ نوسال کے عرصہ کے اندراندر پیدا ہوگا اور جس کی مقدّس زندگی کالمحہ لمحہ اسلام کی صداقت کی دلیل ہوگا۔اس وقت بجائے اس کے کہ شرافت اورخداترسی کو کام میں لاتا۔لیکھرام نے انتہائی دریدہ دہنی کا مظاہرہ شروع کردیا۔صداقت اسلام کے لیے ایک پیشگوئی شائع کی جاچکی تھی۔شرافت اورحق پرستی کا تقاضا تھا کہ انتظارکیا جائے کہ خداتعالیٰ کس فریق کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔ لیکن لیکھرام نے جلدبازی کی۔ اور فیصلہ سے پہلے ہی استہزاءشروع کردیا۔اس نے اپنے اشتہاروں میں یہاں تک لکھ دیا کہ پسرموعودکی پیشگوئی پوری ہوناتودرکنار، مجھے خدا نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب کہ ہاں کوئی اولادنہیں ہوگی اورتین سال کے اندراندرجوہیں وہ بھی نہ رہیں گے اورآپ ابتررہیں گے۔

(تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ لیکھرام صفحہ 311)

الٰہی فرمودات کے مطابق یہ عظیم المرتبت فرزند حضرت امّاں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے ہاں 12 جنوری 1889ءکو ہفتہ کے روز رات دس گیارہ بجے کے قریب پیدا ہوئے اورلیکھرام نے اپنی شیطانی پیشگوئی کا جھوٹا ہونا دیکھ لیا جواس نے شائع کی تھی کہ پسرموعود کی پیشگوئی پوری ہونا تو درکنار، مجھے خدانے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب کہ ہاں کوئی اولادنہیں ہوگی۔لیکھرام نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے بارہ میں جو یہ کہا تھا کہ آپ ابتررہیں گے توخدا کی غیرت نے اسے اس طرح بھی جھوٹا کیا کہ جس دن حضرت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی اسی روزحضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے شرائط بیعت کا بھی اعلان فرماکر سلسلہ احمدیہ کی بھی بنیاد رکھی۔اوراس طرح لیکھرام کی پیشگوئی ظاہری اور باطنی؛ دونوں لحاظ سے باطل ہوگئی۔اورآج آپ کے کروڑوں روحانی فرزندساری دُنیامیں پھیلے ہوئے ہیں۔ اورخدا کا یہ الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر پوراہوا۔

لیکن صرف یہی نہیں۔بلکہ خداتعالیٰ کی تقدیر نے معاندین کوان کی جلدبازی اوراستہزاء کی پاداش میں ایک قہری نشان دکھانے کا سامان بھی کردیا۔ ابتداء میں تو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے پنڈت لیکھرام پشاوری کو درخورِاعتناء اس لیے نہیں سمجھا کہ جب آریہ قوم کے کچھ معززین سے پہلے ہی اس امرپرمعاملہ طے پاچکاہے توکسی اکیلے آدمی کے لیے بھی وہی نشان کافی ہونا چاہیے۔لیکن پھر گفتار کے غازی لیکھرام سے ہندوقوم کوامیدیں وابستہ ہونے لگیں۔وہ اپنی چرب زبانی اوردریدہ دہنی کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور ہونے لگا اورپھر ہوتے ہوتے ہندوؤں نے لیکھرام کوگویا اپنا نمائندہ ہی بنالیا۔ پنڈت لیکھرام پشاوری کھلم کھلا یہ بھی کہتا تھا کہ میرے حق میں جو پیشگوئی چاہوشائع کردو میری طرف سے اجازت ہے۔ چنانچہ ہندوقوم کے اس کودیے گئے نئے مقام اوراس کی دریدہ دہنی واستہزاء نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی توجہ اس کی طرف پھیری اورآپ نے اس کے متعلق بارگاہ الٰہی میں فیصلہ چاہاتوآپ کوالہام ہوا:

عِجۡلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ

لَہٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہےجس کے اندر سے ایک مکروہ آوازنکل رہی ہےاوراس کے لئے ان گستاخیوں اوربدزبانیوں کےعوض میں سزااوررنج اورعذاب مقدرہے جوضرور اس کومل کررہے گا۔

(دیکھیں اشتہار20فروری1893ءمندرجہ تبلیغ رسالت جلدسوم وروحانی خزائن جلد 5صفحہ 250)

نیز خداتعالیٰ سے خبرپاکرآپ نے یہ صراحت بھی فرمادی کہ :یُقۡضٰی اَمۡرُہٗ فِیۡ سِتٍّ۔ کہ پنڈت لیکھرام کا معاملہ چھ(یعنی چھ سال) میں ختم کردیا جائے گا۔

(استفتاء۔روحانی خزائن جلد 12صفحہ 125حاشیہ)

پھر 2/اپریل 1893ء مطابق 14رمضان 1310ہجری صبح کے وقت آپ کوکشفاً بتایا گیا کہ ایک قوی ہیکل مہیب شکل شخص جس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے لئے متعین کیا گیاہے۔

(برکات الدعا۔روحانی خزائن جلد 6صفحہ 33)

پھرآپ نے اپنی کتاب کرامات الصادقین میں 1893ءمیں لکھا:

وَ بَشَّرَنِیۡ رَبِّیۡ وَ قَالَ مُبَشِّرًا

سَتَعۡرِفُ یَوۡمَ الۡعِیۡدِ وَ الۡعِیۡدُ اَقۡرَبُ

یعنی مجھےلیکھرام کی موت کی نسبت خدانے بشارت دی اور کہاکہ عنقریب تو اُس عید کے دن کو پہچان لے گا اوراصل عیدکادن بھی اس عید کےقریب ہوگا۔

لیکن لیکھرام حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کو ناقابل التفات سمجھتا تھا اس لیے وہ شوخی اورشرارت میں بڑھتا گیا۔اپنی گزشتہ پیشگوئیوں کا انجام دیکھنے کے باوجوداسے شرم نہ آئی۔آخرکارشوخی اورعداوت اورتعصب میں حد سے گزراہؤا یہ معاند حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی پیشگوئی میں بیان کی گئی تمام ترتفصیلات کو پوراکرتے ہوئے چھ مارچ 1897ءکوشام چھ بجے ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں لاہور میں چھری کے ساتھ قتل کیا گیا۔اوریہ عیدالفطر کادوسرادن تھا۔

لیکن اس پیشگوئی سے سبق لینے کے بجائے ہندوؤں نے اورخاص طورپرآریوں نے بہت شورمچایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کوقتل کروایا ہے اور ہندواخبارات میں یہ واقعہ قتل کھلم کھلا حضرت مسیح موعودؑ کی سازش قراردیا گیا۔ اورطرح طرح کے حیلے آزمانے لگے۔لیکن خدا کی تقدیر سے مقابلہ کہاں انسان کے بس کی بات ہے۔ع

وہاں قدرت یہاں درماندگی،فرق نمایاں ہے

جب یہ شور وغوغا بڑھا تو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے لیکھرام کے متعلق آریوں کے خیالات کے عنوان سے ایک اشتہارشائع فرمایا جس میں انہیں پھرایک اورآسمانی فیصلہ کی طرف بُلایا۔آپ فرماتے ہیں:

’’اگراب بھی کسی شک کرنے والے کاشک دُورنہیں ہوسکتااوروہ مجھےاس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندواخباروں نے ظاہرکیا ہےتومَیں ایک نیک صلاح دیتاہوں کہ جس سے یہ ساراقصہ فیصلہ ہوجائے اوروہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے۔جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص (یعنی حضرت اقدس۔ناقل) سازش قتل میں شریک ہے یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہواہے۔پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا! ایک برس کے اندرمجھ پر وہ عذاب نازل کرجوہیبتناک ہو۔مگرکسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اورنہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہوسکے۔پس اگر یہ شخص

(یعنی قسم کھانے والا) ایک برس تک میری بدُعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اسی سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہئے۔اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے''۔
(اشتہار مورخہ 15 مارچ 1897ء)

اس پر گنگا بشن کے سوا کسی اور ہندو نے چیلنج قبول نہ کیا لیکن گنگا بشن اپنی شرطیں لگاتا رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان شرائط کو مانتے بھی رہے۔ اس نے جب دیکھا کہ میری ہر قسم کی بیہودہ شرط بھی تسلیم کی جارہی ہے اور بچنے کی کوئی راہ نہیں چھوڑی جارہی تو اس نے مقابلہ سے بھاگ کر اپنی زندگی بچا لی۔(تفصیل کے لیے دیکھیں حیات طیبہ صفحہ 169 تا 171)

ایک طرف پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت اور گنگا بشن کے ذلت آمیز فرار کا قہری نشان ۔ اور دوسری طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت کا نشان وہ موعود بیٹا ــــ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ــــ پیشگوئی کے مطابق جلد جلد بڑھتے ہوئے اکناف عالم پر اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دھاک بٹھاتے چلے گئے۔

یوں تو حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان سلسلہ اس یقین پر قائم تھے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی وہ موعود صاحبزادہ ہے اور خود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بھی یہ عرفان تھا لیکن پھر بھی آپ اپنے مولیٰ سے اس خبر کے ملنے تک اس دعویٰ سے رُکے رہے۔

5 و 6؍جنوری 1944ء کی درمیانی شب مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان واقع 13 ٹیمپل روڈ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کو یہ بشارت دی کہ آپ 20 فروری 1886ء کے اشتہار میں مشتہر کی جانے والی پیشگوئی کو پورا کرنے والے اور المصلح الموعود ہیں۔ 28 جنوری 1944ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں حضور نے خطبہ جمعہ میں پہلی بار اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا اور اس بارہ میں اپنی رؤیا تفصیل سے بیان فرمائی۔

29 جنوری کو قادیان میں پہلی بار یوم مصلح موعود منایا گیا اور نماز ظہر کے بعد مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ میں علماء سلسلہ نے تقاریر کیں۔اس کے بعد 20 فروری کو ہوشیار پور میں جلسہ مصلح موعود کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت مصلح موعود نے خدائی تائید اور نصرت کے عجیب نظارہ کے ساتھ ایک پُرشوکت اور پُرجلال تاریخی خطاب فرمایا۔

12؍مارچ 1944ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''اس سال کے شروع میں پانچ اور چھ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتایا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا اور میرے ذریعہ ہی دور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی ۔ میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا۔ اور میرے ذریعہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ خصوصاً مغربی ممالک جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے وہاں میرے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ توحید کو بلند کرے گا اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیا جائے گا۔تب جبکہ خدا نے مجھے یہ خبر دے دی میں نے اس کا دنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا۔چنانچہ آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں 13 ٹیمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی۔پس یہ جلسہ اس غرض کے لیے کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو بتایا جائے کہ وہ عظیم الشان پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1886ء میں فرمائی تھی پوری ہو گئی اس پیشگوئی کی صداقت پر وہ لاکھوں لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے ۔ جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے، جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے والہ وشیدا بنے۔عیسائی اس بات کے گواہ رہیں کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ آریہ اس بات کے گواہ رہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ، مسلمان اس بات کے گواہ رہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی''۔
(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 228-229)

اس خطاب کے دوران حضرت مصلح موعود کے حکم پر 18 مبلغین سلسلہ نے مختلف ملکوں میں احمدیت کا پیغام پہنچنے کے بارہ میں حقائق بیان کیے۔خطاب کے بعد حضور اس کمرہ میں تشریف لے گئے جہاں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے چلّہ کشی کی تھی اور اجتماعی دعا کی۔(تفصیل کے لیے دیکھیں تاریخ احمدیت جلد 9 جدید ایڈیشن)

عدیم النظیر کامیابیوں اور کامرانیوں سے مزیّن حیرت انگیز معجز نما زندگی گزار کر آپ نے ایک عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔پیشگوئی میں بیان فرمودہ تمام غیر معمولی نشانیوں پر پورا اترتا یہ پسر موعود آخری سانسوں تک دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کو مرتبہ دُنیا پر ظاہر کرتا رہا۔

آپ فرماتے ہیں:

''میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا۔مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لیے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ مَیں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں ہے جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو''۔(الموعود: انوار العلوم جلد نمبر 17 صفحہ 647)

ایک اور جگہ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا دعویٰ ہے کہ اس مامور (یعنی حضرت اقدس مسیح موعودؑ) کی اتباع کی برکت سے کسی علم کا متبع خواہ قرآن کریم کے کسی مسئلہ پر حملہ کرے میں اس کا معقول اور مدلّل جواب دے سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ذی علم کو ساکت کر سکتا ہوں خواہ وقتی جوش کے ماتحت وہ علی الاعلان اقرار کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔مَیں نے اس کا ربع صدی سے زیادہ عرصہ میں تجربہ کیا ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ جب سے اس میدان میں داخل ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہر و باطن میں کبھی مجھے اس بارہ میں شرمندہ ہونے کا موقعہ نہیں ملا''۔
(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 52 زیر تفسیر سورۃ الحجر آیت 10)

''میں ان سب سے کہتا ہوں دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے ،دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے ،دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا''۔
(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں: انوار العلوم جلد نمبر 17 صفحہ 217)

8 نومبر 1965ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ یہ شاندار اور معجز نما دَور بظاہر ختم ہوا لیکن نورِ خدا سے روشن رہنے اور روشن کرنے والے برکات و فیوض کے کبھی نہ بند ہونے والے چشمے جاری کر گیا۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اس عدیم النظیر ثبوت اور حضرت مسیح پاک کے اس عدیم المثال موعود بیٹے کی عظمت کا اندازہ لگانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس وجود کو خدا نے آسمانی قرار دیا، اُس کا نفسی نقطہ آسمانی قرار دیا۔اُس کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا اور اپنی قدرت کے اظہار کے لیے اُسے بھیجا۔اُسے خدا نے اپنا نور قرار دیا۔اُس کے اس دُنیا میں آنے کو خدا نے اپنا آنا قرار دیا۔اس کے مناقب کے بیان میں خدا نے اسے حسن و احسان میں اپنے عظیم الشان باپ کا نظیر قرار دیا۔وہ عظیم باپ جو اپنے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کامل تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اب ذرہ سوچو کہ یہ کس عظمت اور شان کی پیشگوئی اس شخص کی ہے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔اور پھر ایسی پیشگوئیاں اپنی سچائی کی معیار قرار دیں۔ اور یہ بھی اشتہارات میں مخالفوں کو مخاطب کر کے لکھ دیا کہ اگر تم خدا دوست ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو دعا کرو کہ یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوں اور پھر وہ پیشگوئیاں پوری ہوگئیں اور مخالفوں نے جو الہامی بھی کہلاتے تھے بہت سی دعائیں بھی کیں کہ وہ پیشگوئیاں ٹل جائیں لیکن خدا نے ان کی دعا نہ سنی اور سب کے سب نامراد رہے۔کیا ایسا مدعی جھوٹا ہوسکتا ہے؟ جن تحریروں اور محکم شہادتوں کے ساتھ یہ نشان ظاہر ہوگئے۔دنیا میں تلاش کرو کہ بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلیٰ درجہ کے ثبوت کی نظیر کہاں ہے؟

مگر اس جگہ یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ چونکہ متعصب انسان کی یہ عادت ہے کہ جبکہ اس پر ہر ایک طرح سے حجت پوری ہو جاتی ہے اور خوب مضبوط طور پر الزام کے شکنجے کے نیچے آجاتا ہے۔تو پھر وہ دیدہ دانستہ حیا اور شرم سے بھی لاپروا ہو کر دن کو رات کہنا شروع کر دیتا ہے۔اور باوجودیکہ کوئی بھی انکار کی گنجائش نہ ہو تب بھی بیہودہ نکتہ چینیوں کی بنا پر انکار کئے جاتا ہے۔پس یہی وجہ ہے کہ ہمارے مخالفوں نے خدا تعالیٰ کے صدہا نشانوں کو دیکھ کر پھر بھی اُن سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھایا''۔
(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 147-148)

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس طرح برتھ ڈے منائی جاتی ہے اس طرح یوم مصلح موعود منایا جاتا ہے جو کہ بالکل غلط خیال ہے۔حضرت مصلح موعود کی تاریخ پیدائش 12 جنوری ہے۔فروری کے مہینہ میں جماعت احمدیہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں ایک عظیم الشان نشان کے ظاہر ہونے کی یاد تازہ کرتی ہے جو خدا تعالیٰ نے ادیان عالم کو صداقت اسلام کے تازہ ثبوت کے طور پر دکھایا تاکہ یہ عظیم الشان نشان ہمارے ذہن و دل میں اس طرح جاگزیں رہے کہ اس کے علمی پہلوؤں کے فہم کے ساتھ ساتھ اس عظیم نعمت کی احسان مندی کا جذبہ ہمارے سروں کو خدائے بزرگ و برتر کے حضور ہمیشہ جھکائے رکھے اور ہم میں سے ہر شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دُنیا میں ثابت کرنے کے لیے دلائل اور ثبوتوں میں سے اس عظیم الشان ثبوت سے لیس جب بھی کسی مخالف کے سامنے جائے تو اُسے دلائل سے قائل کر کے اپنے مولا کے حضور پیش کر دے۔

☆......☆......☆

مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب (مرحوم) کی یاد میں

تھے وہ یاروں کے یار اسلم شاد
ایک عالی وقار اسلم شاد
تھے وہ سادہ حلیم طبع بھی
تھے مگر وضع دار اسلم شاد
تھے علامت وہ ایک خدمت کی
عاجز و خاکسار اسلم شاد
تھے دل و جان سے خلافت کے
اک مطیع ، تابعدار اسلم شاد
وہ امیں تھے امانتوں کے ظفرؔ
قول کے پاسدار اسلم شاد

(مبارک احمد ظفرؔ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

قادیان دارالامان میں 124 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

☆ نماز تہجد ☆ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ☆ علماء کرام کی پُر مغز تقاریر ☆ جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد ☆ مہمانان کرام کی تعارفی تقاریر ☆ ملکی وغیر ملکی زبانوں میں ترجمانی ☆ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے جماعتی تاریخ پر مشتمل ڈاکومنٹری اور نمائش کا انعقاد ☆ نومبائعین اور زیر تبلیغ احباب کے لئے تبلیغی جلسہ ☆ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی وسیع تشہیر ☆ پُر سکون وخوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کارروائی کی تکمیل ☆ حکومت ہند کے کئی وزراء کی جانب سے جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت موقع پر خیر سگالی ومبارکباد کے پیغامات ☆ 44 ممالک سے 19,134 شمع احمدیت کے پروانوں کی شرکت ☆ اختتامی خطاب کے موقع پر لندن میں 5,340 شمع احمدیت کے پروانوں کی شرکت

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 124 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 28-27-26 دسمبر 2015 بروز ہفتہ، اتوار، سوموار مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس سے قبل 22 دسمبر کو حسب روایات تقریب معائنہ انتظامات منعقد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال محترم مولانا جلال الدین نیّر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو معائنہ انتظامات کے لئے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا تھا۔

22 دسمبر 2015 کو احمدیہ گراؤنڈ میں ساڑھے دس بجے صبح یہ تقریب منعقد ہوئی۔ نمائندہ حضور انور نے تمام منتظمین، نائبین اور معاونین کی ڈیوٹیوں کا جائزہ لیا اور کارکنان سے مخاطب ہوتے ہوئے مہمان نوازی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ نصائح بیان کیں۔ آپ نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسہ سالانہ قادیان 2015ء میں قازقستان اور قیرغیزستان کے مہمانان کرام رشین ترجمہ سے استفادہ کرتے ہوئے

کے ارشادات کی روشنی میں کارکنان کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ دُعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مورخہ 26 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ

پہلا دن - پہلا اجلاس

پرچم کشائی: مورخہ 26 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ صبح 10 بجے مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیّر صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرایا اور اجتماعی دُعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس: پہلے روز کے پہلے اجلاس کی افتتاحی تقریب مکرم مولانا جلال الدین نیّر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ حسب دستور کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم مولانا جلال الدین نیّر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے افتتاحی خطاب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں تقویٰ کے موضوع کو بیان کیا اور حاضرین جلسہ کو نظام وصیّت میں کثرت کے ساتھ شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ اس

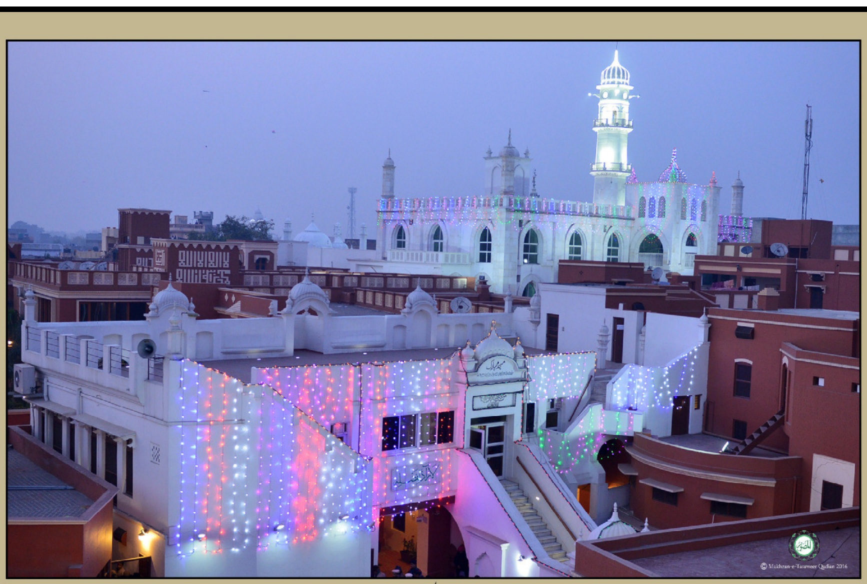

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں دارالمسیح کا ایک خوبصورت منظر

خطاب کے بعد محترم موصوف نے اجتماعی دُعا کروائی۔ بعدہٗ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام پڑھا گیا۔

افتتاحی تقریر اور دعا ونظم کے بعد مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ایڈیشنل ناظر دعوۃ الی اللہ جنوبی ہند نے ''ہستی باری تعالیٰ قبولیت دُعا کے آئینہ میں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ مرکزیہ نے ''سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں سے سلوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے حوالہ سے (بالخصوص گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک)'' کے عنوان پر کی۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ قیرغزستان سے تشریف لائے ہوئے نمائندہ نے تعارفی تقریر کی۔ موصوف نے حاضرین جلسہ کو جماعت احمدیہ قیرغزستان کا سلام پہنچایا اور بتایا کہ انہیں پہلی بار جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق ملی ہے۔ انہوں نے اپنے قبول احمدیت کا مختصر ذکر کرنے کے بعد اہل قیرغیزستان کے لئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلا دن - دوسرا اجلاس

پہلے دن کا دوسرا اجلاس زیر صدارت مکرم سید تنویر احمد صاحب صدر مجلس وقف جدید قادیان دوپہر 2 بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، اس کے ترجمہ اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضورؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں'' مکرم منصور احمد صاحب مسرور ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان نے کی۔ دوسری تقریر بعنوان سیرت صحابہ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ ربوہ نے فرمائی۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر بعنوان ''مالی قربانی کی اہمیت بالخصوص نظام وصیت کی روشنی میں'' محترم مولانا وسیم احمد صدیق صاحب ناظر بیت المال آمد قادیان نے کی۔

مورخہ 27 دسمبر 2015 بروز اتوار

دوسرا دن - پہلا اجلاس

دوسرے دن کی پہلی نشست کی کارروائی کا آغاز محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں حاضرین جلسہ کا ایک منظر

قادیان کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اس کے ترجمہ اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے بعنوان سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام عاشق قرآن کی حیثیت سے کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق قرآن کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کا جو گہرا علم عطا کیا گیا تھا اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (جنوبی ہند) نے ''عصر حاضر میں قیام امن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قابل قدر مساعی'' کے عنوان پر کی۔

اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم قادیان نے بعنوان ''خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو - احباب جماعت اور عہدیداران کی ذمہ داریاں (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں)'' کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری زندگی کا مقصد سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ہے۔

بعد ازاں دو تعارفی تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر جناب سوم پرکاش صاحب سابق I.P.S آفیسر اور بی جے پی کے کارکن نے کی۔ آپ نے تمام مہمانوں کو جلسہ کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہا اور کہا کہ جماعت احمدیہ سماج کی خدمت کرنے والی جماعت ہے جو ہر جگہ قدرتی آفات کے آنے پر لوگوں کی بلاتمیز مذہب وملت خدمت کرتی ہے۔ یہ جماعت سبھی مذاہب کا احترام کرتی ہے۔

دوسری تقریر سردار پرتاپ سنگھ باجوہ سابق ایم پی قادیان وسابق صدر کانگریس پنجاب نے کی۔ آپ نے سبھی مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قادیان آنے کی دعوت دی۔

دوسرا دن - دوسرا اجلاس

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اس کے ترجمہ اور نظم کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند نے بعنوان ''وطن سے محبت اور وفاداری - اسلامی تعلیمات کی روشنی میں'' بزبان پنجابی کی۔

اپنی تقریر میں مقرر نے جماعت احمدیہ کی حُبّ الوطنی کے متعلق غیروں کی آراء بھی پیش کیں۔ جن میں برملا اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ قوم اور ملک کی وفادار ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد جس حکومت میں رہتے ہیں اس کے وفادار ہوتے ہیں اور ملک کے فلاحی ورفاہی کاموں

میں پیش پیش رہتے ہیں۔ مقرر موصوف نے حب الوطن سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات بھی پیش کئے۔

جلسہ پیشوایان مذاہب

(مذہبی وسیاسی لیڈروں کی تقاریر)

مکرم مولوی تنویر احمد خادم صاحب کی تقریر کے بعد پونے تین بجے جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم مولوی تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہندنے ادا کئے۔ اس جلسہ میں درج ذیل معزز مہمانوں نے اپنے تاثرات پیش کئے۔

1۔ سمت رائے (نارتھ انڈیا کے بشپ):

آپ نے جلسہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اور کہا کہ اس جلسہ میں سبھی مذاہب کے لوگوں کے سامنے اپنی سوچ کو رکھنے کا موقع ملتا ہے۔ ہم سب باوجود الگ الگ بولیوں اور علاقوں کے ایک ہیں۔ اگر ہم اس Love for All Hatred for None سلوگن کو مان کر چلیں تو ترقی کر سکتے ہیں۔

2۔ ریش شرما (پردھان دُرگیانہ مندر امرتسر)

آپ نے اپنے تاثرات میں کہا کہ احمدی مسلمانوں کا دیگر مذاہب کے لوگوں اور ان کے پیشواؤں سے محبت کا یہ رنگ ہم لوگوں نے پہلی بار دیکھا ہے۔ آپ کے اس روپ کی ساری دنیا میں اچھی طرح تشہیر ہونی چاہئے۔ اسلام کے اس پیغام کو ہندوؤں میں بھی پھیلانا چاہئے۔ مجھے آپ لوگوں کے بیچ آکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ پیغام ہندوؤں کے گھر گھر پہنچائیں گے۔ لوگ مسلمانوں کو ISIS کے روپ میں ہی دیکھتے ہیں لیکن لوگ آپ کو نہیں جانتے۔ اس کا پرچار ہونا چاہئے۔ اس جلسے میں ہمیں بھرپور انداز میں شامل ہونا چاہئے۔ ہم آئندہ بھی شوق سے اس جلسے میں آئیں گے۔

3۔ سنت بابا سنتوکھ سنگھ صاحب، ہیڈ پیڑ صاحب گوردوارہ امرتسر

آپ نے اپنے تاثرات میں کہا کہ انسانیت سب سے بڑا دھرم ہے جس کا پیغام محمدؐ صاحب اور گورونانک جی نے دیا۔ سب مذاہب میں اچھے لوگ ہیں۔

4۔ پروفیسر درباری لعل صاحب (سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب)

آپ نے حاضرین جلسہ کو یہاں آنے پر مبارکباددی۔ اور کہا کہ آپ کے قادیان آنے سے قادیان میں بہار آجاتی ہے۔ یہ دھرتی گل گلزار ہوجاتی ہے۔ اگر دنیا کے لوگ Love For All Hatred For None کو مان لیں تو کوئی جھگڑا نہ رہے۔ 2005ء میں مجھے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا امرتسر میں استقبال کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب پوری دُنیا میں انسانیت کا پیغام دے رہے ہیں۔

5۔ سردار سیوا سنگھ سیکھواں (لیڈر اکالی دل بادل پنجاب)

آپ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن ہم سب کے لئے بہت اہم دن ہے کہ ہم جماعت کی روایت کے مطابق یہ جلسہ منعقد کر رہے ہیں۔ میں اس جلسہ میں شامل ہو کر خود کو خوش نصیب سمجھتا ہوں۔ یہاں اس جلسہ میں جو جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا جاتا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آج آپسی تنازعات کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی سوچ آنے والے دور میں ساری دنیا کی سوچ بنتی جارہی ہے۔

6۔ گیانی گوربچن سنگھ صاحب (جتھے دار اکال تخت صاحب امرتسر)

آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہر مذہب میں پیار اور محبت اور امن کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ سبھی مذاہب کا احترام کرنا چاہئے۔ ہمیں انسانیت سے پیار کرنا چاہئے۔ ہمیں سب مذاہب سے کچھ نہ کچھ سیکھنا چاہئے۔

7۔ ماسٹر موہن لعل (سابق ٹرانسپورٹ منسٹر پنجاب)

آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں آکر ایسا لگتا ہے کہ میں کسی مذہبی زیارت گاہ سے اپنی زندگی کو پاک کر کے جارہا ہوں۔ سبھی دھرموں نے مل کر اس دیش کو بنایا ہے۔ آپ جس بھی ملک میں رہتے ہیں آپ سچے احمدی بن کر اس ملک کے لئے وفادار ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں حاضرین جلسہ کا ایک منظر

8۔ سنت بابا دلجیت سنگھ صاحب (چیریٹیبل سوسائٹی جالندھر کے ہیڈ)

آپ نے اپنے تاثرات میں تمام آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ انسان کو خدا کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس سرو دھرم سمیلن کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب ایک ہیں۔ اور ایک خدا کا پیغام دنیا کو دیا جائے۔ ہمیں عبادت کر کے خدا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

9۔ مہندر سنگھ کے۔ پی۔ (سابق ممبر پارلیمنٹ جالندھر)

آپ نے اپنے تاثرات میں کہا: گزشتہ 15-20 سالوں میں احمدیہ جماعت کی کافی ترقی ہوئی ہے۔ احمدیہ جماعت دنیا کی مذہبی، سیاسی، سماجی رہنمائی کر رہی ہے۔ پنجاب کی سرزمین کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہ گوروؤں، پیروں کی سرزمین ہے۔ میں اپنی پارٹی کی جانب سے آپ سب کو جلسہ کی مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

10۔ ڈاکٹر مہندر پال سنگھ صاحب (سابق پردھان چیف خالصہ دیوان امرتسر)

آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج جماعت احمدیہ تعلیمی اور طبی شعبہ جات میں خدمت انسانیت کر رہی ہے۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ جماعت کا ویژن یہ ہے کہ جہاد تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے ہے، یہ ویژن بہت قابل تعریف ہے۔ سب سے بڑی انسانیت ہے۔

11۔ سوامی آدیش پوری صاحب (ہماچل)

آپ نے سبھی احمدیوں کو جلسہ سالانہ کی دلی مبارکباددی اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ ایسے جلسے ہر جگہ ہونے چاہئیں۔ جس طرح کا ماحول یہاں ہے جو خیالات یہاں دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔ گھر جا کر بھی یہی خیالات قائم رہنے چاہئیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی ایک خوبصورت نظم بھی سنائی۔

12۔ رمن کمار بہل (ضلع گورداسپور کانگریس کے ہیڈ)

آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جلسہ ایک عظیم جلسہ ہے۔ یہ جلسہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جاری کیا۔ اُس وقت صرف 75 لوگ شامل ہوئے تھے اور آج یہ جلسہ ساری دنیا میں وسیع پیمانے پر منعقد کیا جاتا ہے۔ اس جلسہ کے دو مقاصد ہیں۔ اوّل انسان کی زندگی میں اس کی روحانیت کو بلند کرنا۔ دوسرے آپسی بھائی چارہ اور پیار کو فروغ دینا۔ ایسا پیار جو ملکوں تک محدود نہ رہے بلکہ ساری دنیا میں پھیلے۔

13۔ کیپٹن بلبیر سنگھ باٹھ (سابق منسٹر پنجاب)

آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تمام مذاہب خواہ نئے ہوں یا پُرانے سب کا ایک ہی مقصد ہے کہ اللہ سے تعلق قائم کرنا۔ جماعت احمدیہ کا یہ اقدام قابل تعریف ہے۔ میں آپ کے سلوگن محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کو سیلیوٹ کرتا ہوں۔ انسانیت کے اس پیغام کو زندہ رکھیں۔

14۔ گورندر پال سنگھ گورا (ممبر شرومنی گوردوارا پربندھک کمیٹی)

آپ نے جلسہ کے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی مبارکباددی اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے والد صاحب ایک مقدس زمین کو چھوڑ کر پاکستان سے آئے تھے اور قادیان کے رُوپ میں انہیں ایک اور مقدس زمین مل گئی۔

15۔ بابا سکھ دیو سنگھ بیدی (ڈیرہ بابانانک)

یہ گورونانک دیوجی مہاراج کے خاندان سے ہیں۔ انہوں نے بھی حاضرین کو جلسہ کی مبارکباددی اور اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

مورخہ 28دسمبر 2015ء بروز سوموار

تیسرا دن - پہلا اجلاس

جلسہ سالانہ قادیان کے آخری دن کا پہلا اجلاس مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ ربوہ پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے ''خلیفۂ وقت کی اطاعت ومحبت اور ایک احمدی کا فرض'' کے موضوع پر کی۔

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں عرب مہمانان کرام عربی ترجمہ سے استفادہ کرتے ہوئے

دوسری تقریر مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان نے ''تبلیغی میدان میں واقفین زندگی کی قربانیاں اور ان کا تعلق باللہ'' کے موضوع پر کی۔

تیسری تقریر مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے ''ختم نبوت کے متعلق پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ'' کے موضوع پر کی۔

اختتامی اجلاس

ٹھیک 2 بجے محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کی زیر صدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اس کے ترجمہ اور نظم کے بعد پہلی تعارفی تقریر فانیر گلیاموف صاحب آف قازقستان کی تھی جس میں موصوف نے جلسہ میں شمولیت اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے پر شکرگذاری کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حاضرین جلسہ کو اس مقدس پروگرام کی دلی مبارکباد پیش کی۔

اس کے بعد مکرم بوکانیہ کاکے۔ ڈنگا صاحب Representative of Congo Brazzaville، (Ministry of Health) کی تعارفی تقریر ہوئی۔ موصوف نے اپنے خطاب میں جلسہ کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس مقدس جلسہ میں شمولیت کی پُرخلوص دعوت دینے اور اُن کو اس قدر عزت واحترام کے ساتھ اپنی مذہبی تقریب میں شامل کرنے پر جماعت احمدیہ کا دلی شکریہ ادا کیا۔ موصوف نے بتایا کہ ان کے ملک کے نیشنل ٹی وی پر بھی جماعت کی امن پسند ورواداری کے پیغام پر مشتمل نشریات اکثر وبیشتر پیش کی جاتی ہیں جو جہاد کا حقیقی اور دلنشین پہلو پیش کر کے ملک کی عوام کو فلسفہ جہاد سے روشناس کرتی ہیں۔

اس کے بعد صدر اجلاس محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے شکریہ احباب پیش کیا۔ اسی دوران موصوف نے ہندوستان کی درج ذیل سیاسی شخصیتوں ☆جناب ہرش وردھن صاحب، (مرکزی وزیر صحت، حکومت ہند) ☆محترمہ ڈاکٹر نجمہ ہبۃ اللہ صاحبہ (مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور، حکومت ہند) ☆جناب گوبند رام جیسوال صاحب (مرکزی وزیر، حکومت ہند) ☆جناب ارون جیٹلی صاحب (مرکزی وزیر خزانہ، حکومت ہند) ☆جناب راجیو پرتاپ روڑی صاحب (مرکزی وزیر، حکومت ہند) کی جانب سے جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت موقع پر خیرسگالی ومبارکباد کے پیغامات سنائے۔

اس کے بعد جناب اویناش رائے کھنہ صاحب ممبر آف پارلیمنٹ نے مختصر خطاب کیا، جس میں موصوف نے جلسہ کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے اگلے 125ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور کی خدمت اقدس میں تشریف آوری کی درخواست پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

تقریباً سوا تین بجے صدر اجلاس محترم ناظر اعلیٰ صاحب وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے دُعا کروائی۔

3 بجکر 20 منٹ پر ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ قادیان کے متعلق ڈاکومنٹری نشر ہوئی۔

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر لندن سے لائیو نشریات

اس موقعہ پر لندن میں ایک خصوصی جلسہ کا اہتمام بیت الفتوح میں کیا گیا۔ 3 بجکر 57 منٹ پر سیدنا حضور

انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الفتوح لندن کے طاہر ہال میں تشریف فرما ہوئے۔

محترم مولانا فیروز عالم صاحب نے سورۃ آل عمران کی 133 تا 137 آیات کی تلاوت کی اور اردو ترجمہ از تفسیر صغیر پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظم مکرم سید عاشق حسین صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ سنائی۔اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام مکرم محمد عمر شریف صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ الودود ڈائس پر رونق افروز ہوئے اور اکناف عالم ایم ٹی اے کی لہروں کے دوش پر نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھا۔

[حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت ولولہ انگیز، ایمان افروز اور روح پرور خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے اسی شمارہ کی زینت ہے]

خطاب کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی دعا کروائی۔

دعا کے بعد قادیان کے سٹیج سے مختلف گروپس نے مختلف زبانوں میں ترانے پیش کئے جن میں عربی اور اردو کے علاوہ ملیالم، اُڑیہ، کشمیری زبان میں ترانے پیش ہوئے اور افریقی گروپ نے بھی اپنی زبان میں ترانہ پیش کیا نیز اپنے روایتی انداز میں لاالہ الا اللہ کا ورد کیا جسے سامعین نے بھی ان کے ساتھ دہرایا۔اطفال کے بھی ایک گروپ نے ترانہ پیش کیا۔اس کے بعد لجنہ کے سٹیج سے بھی ترانے پیش کئے گئے۔اس تمام کارروائی کے دوران حضور پرنور سٹیج پر رونق افروز رہے۔پھر حضور انور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

یوں یہ روح پرور اجتماع پرستاران توحید کے فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام احمدیت کے نعروں کیساتھ اختتام پذیر ہوا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

لجنہ اماء اللہ کا اجلاس

26 دسمبر 2015ء کو جلسہ کے پہلے روز کی دوسری نشست میں لجنہ اماء اللہ کا اپنا اجلاس ہوا۔اس اجلاس کی صدارت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے کی۔

تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر بعنوان ''محبت الٰہی پیدا کرنے میں احمدی ماؤں کا کردار'' محترمہ شمیم اختر گیانی صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے کی اور دوسری تقریر ''بعنوان واقفات نو اور طالبات کی ذمہ داریاں - حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں'' محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد، تلنگانہ نے کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کی اس نشست میں نئے ترجمانی سسٹم کے ذریعہ پانچ زبانوں (عربی، انگریزی، ملیالم، بنگلہ، تامل) میں تراجم کا انتظام تھا۔لجنہ کے اس اجلاس کی حاضری 6,450 تھی۔

متفرق امور

امسال جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیاں احسن طریق پر ادا کرنے کے لئے سیدنا حضور انور نے مندرجہ ذیل افسران کی منظوری عطا فرمائی۔محترم شعیب احمد صاحب، ناظر بیت المال خرچ قادیان (افسر جلسہ سالانہ)، محترم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ بھارت (افسر جلسہ گاہ)، محترم رفیق احمد بیگ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت (افسر خدمت خلق)۔امسال مہمانوں کے قیام و طعام کے لئے 33 نظامتیں اور 32 قیام گاہیں بنائی گئی تھیں اور 6 مقامات پر فیملیز کے لئے کھانے کی تقسیم کا انتظام کیا گیا تھا جہاں سے مختلف فیملیز کے ہاں مقیم مہمانان کرام کے لئے کھانا تقسیم کیا گیا اور تین لنگر خانے جاری کئے گئے۔

تبلیغی جلسہ

مورخہ 26 دسمبر 2015 بروز ہفتہ جلسہ سالانہ قادیان کے پہلے روز بعد نماز مغرب وعشاء مسجد انوار حلقہ دارالانوار میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب کی زیر صدارت نومبائعین اور زیر تبلیغ احباب کے لئے ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔اس جلسہ کا مقصد یہ تھا کہ جلسہ میں شامل ہونے والے نومبائعین اور زیر تبلیغ دوست سوالات کر کے اپنے شکوک وشبہات کا ازالہ کر سکیں۔ نیز ان سوالات کے جوابات بھی حاصل کر سکیں جو اُن سے غیر از جماعت کرتے رہتے ہیں اور جن کے جواب میں انہیں دقّت پیش آتی ہے۔چنانچہ مسجد انوار میں تقریباً پانچ صد نومبائعین اور زیر تبلیغ احباب اپنے علاقہ کے مبلغین و معلمین اور پرانے احمدی دوستوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور اپنے سوالات پیش کر کے ان کے جوابات حاصل کئے۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔نظم کے بعد مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان بنیادی فرق اور اختلافات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد احباب کو سوالات کا موقع دیا گیا۔آپ کی معاونت کے لئے آپ کے ساتھ مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب ناظم ارشاد وقف جدید اور مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند بھی تشریف فرما تھے۔یہ جلسہ بہت ایمان افروز تھا جو اڑھائی گھنٹے سے زائد وقت تک جاری رہا۔

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں لائیو نشریات کے موقعہ پر افریقن مہمانان کرام ترانہ پیش کرتے ہوئے

النور نمائش

جلسہ سالانہ 2015ء سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور منظوری سے حلقہ دارالسلام قادیان میں واقع کوٹھی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ میں کمرہ وفات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ میں تاریخ احمدیت پر مشتمل نمائش کا اہتمام کیا گیا۔تاریخی پوسٹر، تصاویر، ممنوز اور کتب سلسلہ سے نمائش کو مزیّن کیا گیا۔ اندر بہترین لائٹوں اور باہر نہایت خوبصورت پھولوں کے گملوں سے نمائش کی خوبصورتی دوبالا کی گئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس نمائش کا نام النور نمائش (جماعتی تاریخ کی ایک جھلک) رکھا ہے۔

مورخہ 24 دسمبر 2015ء بروز جمعرات شام 4 بجے محترم مولانا جلال الدین نیّر صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت اس نمائش کا افتتاحی پروگرام منعقد کیا گیا۔تلاوت کے بعد مکرم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان نے نمائش کا تعارف پیش کیا۔بعدہٗ مکرم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے رِبن کاٹ کر دعا کروائی اور نمائش کا افتتاح فرمایا۔اس موقع پر مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان، نیز قادیان اور پاکستان کے مدعو عہدیداران نے شرکت کی۔ دعا کے بعد حاضرین نے نمائش دیکھی۔جلسہ سالانہ قادیان کے ایام میں صبح 9 بجے تا رات 11 بجے یہ نمائش کھلی رہی۔

درس و تدریس

جلسہ سالانہ قادیان کے روحانی ماحول سے استفادہ کرنے کے لئے 22 دسمبر سے 6 جنوری 2016ء تک مرکزی مساجد میں نماز تہجد باجماعت اور بعد نماز فجر درس القرآن کا انتظام کیا گیا۔امسال قادیان کی جملہ مساجد مسجد اقصیٰ بشمول مسجد مبارک، مسجد ناصر آباد، مسجد فضل، مسجد دارالانوار، مسجد طاہر، مسجد بشارت، مسجد محمود (ننگل)، مسجد نور، مسجد مسرور، مسجد دارالفتوح، مسجد دارالرحمت، مسجد دارالبرکات، مسجد مہدی میں بعد نماز فجر درس القرآن کا اہتمام کیا گیا۔

شعبہ خدمت خلق

دفتر خدمت خلق کی رپورٹ کے مطابق امسال ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے 665 خدام، 35 انصار، کل 700 رضاکاران جلسے کی ڈیوٹیاں دینے کے لئے قادیان دارالامان تشریف لائے اور 15 مختلف شعبہ جات مثلاً شعبہ رجسٹریشن، فرسٹ ایڈ، اعلانات، ہیلپ ڈیسک، لاسٹ اینڈ فاؤنڈ، ٹریفک و پارکنگ، حفاظت VIP، سیکیورٹی دارالمسیح، کلاک روم، سیکورٹی مساجد، صف بندی، سیکیورٹی بہشتی مقبرہ، حفاظت محلّہ جات، سیکیورٹی لوائے احمدیت، سیکیورٹی مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ وغیرہ میں ڈیوٹیاں دیں۔

ڈاکیومنٹری

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب جماعت کے استفادہ کیلئے بعض مساجد اور قیامگاہوں میں جماعتی تعارف پر مشتمل ڈاکیومنٹری بھی دکھائی گئی۔

اعلانات نکاح

مورخہ 27 دسمبر 2015ء کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام مسجد اقصیٰ محترم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے 23 نکاحوں کے اعلان کئے۔

نئے ترجمانی سسٹم کے ذریعہ رواں تراجم

بفضلہٖ تعالیٰ تینوں دن 9 زبانوں میں جلسہ سالانہ کی کارروائی کا رواں ترجمہ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں سُنانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ان تراجم میں عربی، انگلش، انڈونیشین، رشین، ملیالم، تیلگو، تامل، بنگلہ اور کنٹر زبانیں شامل تھیں۔امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے نیا ترجمانی سسٹم استعمال کیا گیا جس سے مہمانوں کو ترجمہ سننے میں کافی سہولت رہی۔

پریس اینڈ میڈیا

شعبہ پریس اینڈ میڈیا کی رپورٹ کے مطابق مورخہ 22 دسمبر 2015ء کو جالندھر میں اور مورخہ 24 دسمبر کو چنڈی گڑھ میں پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔

جلسہ کے تعارف پر مشتمل ڈاکیومنٹری 2 صوبائی سطح کے نیوز چینلز پر نشر ہوئی۔مختلف اخبارات میں کثیر تعداد میں اشتہارات شائع ہوئے۔افتتاحی تقریب کی کوریج کیلئے 12 مختلف اخبارات اور 6 ٹی وی چینلز کے نمائندے تشریف لائے۔مورخہ 27 دسمبر 2015ء کو سات اخبارات میں جلسہ کے متعلق سپلیمنٹ شائع ہوئے جن میں پنجاب کے علاوہ صوبہ ہماچل اور اُڈیشہ بھی شامل ہیں۔جلسہ پیشوایان مذاہب کی کوریج کے لئے 8 نیوز چینل، ایک ریڈیو چینل اور 40 سے زائد اخبارات کے نمائندے تشریف لائے۔مورخہ 28 دسمبر 2015ء کو دور درشن چینل، PTC نیوز چینل اور ANI نیوز ایجنسی کے نمائندگان نے جلسہ کی کارروائی کی کوریج کی اور اگلے دن 7 اخبارات میں جلسہ کی خبریں نشر ہوئیں۔

امسال خاص طور پر جلسہ گاہ میں مہمانوں کی سہولت کے لئے نئی طرز کے بیوت الخلاء اور وضوخانے بنائے گئے۔جس میں پانی وصفائی کا بہترین انتظام تھا۔اس بار جلسہ گاہ پچھلے سالوں کی نسبت وسیع بنائی گئی اور پوری جلسہ گاہ میں سیکیورٹی، CCTV ساونڈ سسٹم اور لائٹ کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔مسجد مبارک، منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، گیٹ دارالمسیح اور دفتر جلسہ سالانہ میں خصوصی لائٹنگ کی گئی۔

بہشتی مقبرہ و بیت الدعا میں دُعاوں کے علاوہ قُرآن نمائش اور مخزن تصاویر کی زیارت کے لئے مہمانوں کا جوش وجذبہ قابلِ دید تھا۔ہندوستان و مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کا اہالیانِ قادیان نے نہایت جوش وخروش اور مسکراتے چہروں سے استقبال کیا اور ہر طرح اُن کی سہولت و آرام کا خیال رکھا۔امسال بعض مقامات کی رینویشن بھی ہوئی تھی جس سے قادیان کی رونق میں مزید اضافہ ہوا اور اُن کی زیارت مہمانوں کے لئے مسرت و ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئی۔

ترجمانی کے نئے طرز کے سسٹم سے بھی مہمانوں کو سہولت سے اپنی زبانوں میں تقاریر و خطاب حضور انور سننے کا موقع ملا۔الحمد للہ

قُرآنی احکامات، احادیثِ نبویّہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء کرام کے ارشادات پر مشتمل خوبصورت بینر گزرگاہوں اور پنڈال جلسہ گاہ میں آویزاں کئے گئے تھے۔جو گزرنے والوں کو پڑھنے کی طرف مائل کرتے تھے۔

جلسہ گاہ زنانہ و مردانہ میں بڑے سائز کی LED اسکرین کا انتظام تھا جس کے ذریعہ سے دُور بیٹھے حاضرین بھی مقررین کو نمایاں رنگ میں دیکھتے رہے۔

یہ جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا اور غیر مسلموں اور بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کے تاثرات سن کر ایمان میں بہت اضافہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ یہ جلسہ کئی بابرکت مصالح پر خدا کے اذن سے جاری ہوا ہے اور اس میں قومیں آملیں گی۔آج مختلف اقوام کی طرف سے برملا اظہار ہو رہا تھا کہ یہ جلسہ امن، شانتی، پیار ومحبت اور اتحاد کا ذریعہ ہے اور ایسے جلسے بار بار ہونے چاہئیں اور اس کی زیادہ شہرت ہونی چاہئے اور اس میں کثرت سے شریک ہونا چاہیے۔

جلسہ کے تینوں دن موسم نہایت خوشگوار رہا۔

غیر مسلم اہالیانِ قادیان اور حکومت کی طرف سے پُرخلوص تعاون ملا۔جس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جلسہ کی برکات سے مستفیض فرمائے۔آمین۔

بقیہ خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 20

آہ و بکا سنتا ہے اور ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ ان کے غموں کو دور کرتا ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کے سینکڑوں ہزاروں واقعات لکھے پڑے ہیں اور صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ آج بھی حق کے متلاشیوں کو سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔

دنیا کی نئی ٹیکنالوجی کی وجہ سے فاصلے کم ہوگئے ہیں۔ مہینوں کے سفر گھنٹوں میں ہونے لگے ہیں۔ ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود سیکنڈوں میں ایک دوسرے کی آوازیں اور تصویریں ہمیں پہنچ رہی ہیں۔ ایک دوسرے کے چہروں کے تأثرات اور جذبات کو لوگ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی ہے کہ جہاں نیکی ہے وہاں بدی بھی ہے۔ جہاں نور ہے وہاں ظلمات بھی ہیں جہاں فرشتے ہیں جو نیکیوں کے پرچار کرتے ہیں تو وہیں شیطان بھی ہے جو برائی اور بے حیائی کو پھیلانے کی ترغیب دے رہا ہے بلکہ زیادہ پُرجوش طریق پر پھیلا رہا ہے۔ یہی حال نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ بھی ہے۔ یہ اشاعت اور تشہیر کے نئے ذرائع اور ایجادات شیطانی کاموں کو پھیلانے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور ذرائع صرف کر رہی ہیں جس کے جال میں پھنس کر دنیا دین سے اور خدا سے دُور ہٹ رہی ہے۔ اِس وقت صرف ایم ٹی اے کا چینل ہے جو 24 گھنٹے اللہ اور رسول کی باتوں اور نیکی اور حیا کی باتوں کی تلقین میں لگا ہوا ہے۔ چند اور چینل بھی ہیں یا ہوں گے جو کچھ وقت اس کے لئے دیتے ہیں کہ دین کا پرچار کریں جو اللہ اور رسول کی باتیں بھی کرتے ہیں لیکن بعض دفعہ دوسروں کے جذبات کو زخمی بھی کر جاتے ہیں۔ بہرحال زیادہ تر چینل یا دوسرے ذرائع جو ایک دوسرے تک تصویریں یا آوازیں پہنچانے کے ہیں بے حیائی اور شیطانی باتیں کرنے پر ہی تُلے ہوئے ہیں۔ شیطان اپنی بات پوری کرنے پر زور لگا رہا ہے کہ مَیں ہر راستے سے آدم کی اولاد کو بھٹکانے کے لئے اور اسے سیدھے راستے سے ہٹانے کے لئے آؤں گا۔

ہم احمدی بھی اس دنیا میں رہ رہے ہیں اور ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے نئی ٹیکنالوجی کو اپنے بھٹکنے کے لئے نہیں بلکہ نیکیوں میں بڑھنے کے لئے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں ترقی کرنے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق سے رشتۂ تعلق و محبت میں بڑھنے کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اس لئے صرف اس پروگرام یا جلسے کی حد تک نہیں بلکہ ہمیشہ اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے وحدت اور اِکائی پیدا کرنے کے لئے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ باوجود دنیا میں بہت تھوڑے ہونے کے، باوجود بہت ہی قلیل اور تھوڑے وسائل اور ذرائع ہونے کے ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا ذریعہ عطا فرما دیا ہے جس سے ہم چوبیس گھنٹے میں جب چاہیں اپنی روحانی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ دنیا کے پاس بہت مال ہے، بہت زیادہ وسائل ہیں، ذرائع ہیں لیکن کون سا ملک ہے اور کون سا مذہبی سربراہ ہے جس کا رابطہ اس کے ماننے والوں سے اتنے وسیع پیمانے پر اور دنیا میں ہر جگہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ اگر ہوگا تو تھوڑے سے وقت اور چند منٹ کے لئے اور ملک کے اندر ہوگا اور اگر کسی کا ملک سے باہر رابطہ ہے بھی تو چند منٹ کے لئے اور وہ بھی اس لئے نہیں کہ کسی کی بیعت میں ہیں یا اسے ماننے والے ہیں بلکہ صرف دنیا کی خبروں سے آگاہ ہونے کے لئے۔ یہ انعام صرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کی جماعت کو ہی عطا فرمایا ہے۔ یہ معجزہ اور یہ نشان صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہی عطا فرمایا ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی۔ (مسند الامام احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء) نہ صرف اُس خلافت کو قائم فرمایا بلکہ اس کے ذریعہ سے ایک جماعت قائم کر کے جو مغرب میں بھی پھیلی ہوئی ہے اور مشرق میں بھی، شمال میں بھی پھیلی ہوئی ہے اور جنوب میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ جو افریقہ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی۔ یورپ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی۔ جو آسٹریلیا میں بھی ہے اور جزائر میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک لڑی میں پرو دیا اور آج خلیفۂ وقت کی آواز وحدت کا نشان بن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ایک وقت میں ہر جگہ گونج رہی ہے۔

پس خوش قسمت ہیں وہ جو آخرین کا حصہ بن کر اور آخرین میں شامل ہو کر اس وحدت کا حصہ بنے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس وقت مسیح الزمان کی بستی میں بیٹھ کر جہاں روحانی ماحول سے حصہ پا رہے ہیں وہاں باوجود فاصلے کی دُوری کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ غلام اور خلیفۂ وقت کی باتیں سن رہے ہیں اور پھر دنیا کے ہر کونے میں بیٹھا ہوا احمدی یہ باتیں سن رہا ہے۔ اس وقت کہیں دن ہے اور کہیں رات ہے۔ کہیں صبح ہے کہیں شام ہے۔ لیکن قادیان کی بستی کے نظارے سبھی لوگ کر رہے ہیں اور کچھ حد تک اس روحانی ماحول سے بھی فیض پا رہے ہیں جس سے اس وقت قادیان میں بیٹھے ہوئے شاملین جلسہ فیض پا رہے ہیں۔ کیسا وعدوں کا سچا ہمارا خدا ہے جو ہمیں اپنے وعدوں کو پورا ہوتا ہوا دکھا کر ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ فرما رہا ہے۔

پس یہ باتیں ہم سے تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اس خدا کے حکم پر بہ دل و جان عمل کرنے والے بن جائیں۔ اس کے حکموں پر ہر طرح سے عمل کرنے والے بن جائیں۔ یہی حقیقی شکر ہے جس کی ایک مومن سے توقع کی جاسکتی ہے ورنہ زبانی شکر تو کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ الحمد للہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اگر دنیا کی مخالفت مول لے کر ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے تو ہمیں اس کا حقیقی شکر بھی ادا کرنے والا ہونا چاہئے۔

آج سے 108 سال پہلے تقریباً ایک ایسی ہی تقریب قادیان میں ہو رہی تھی۔ یہی مہینہ تھا اور یہی دن تھے جب چند سو لوگ قادیان میں جمع تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سنیں اور اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنیں۔ اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ وہ لوگ ہندوستان سے جمع ہوئے تھے۔ وہ چند سو لوگ تھے لیکن آج اِس وقت ہندوستان سے باہر دنیا کے تقریباً 43 ممالک سے سات آٹھ ہزار لوگ اُس بستی میں جمع ہیں جو قادیان کی بستی ہے اور مقصد وہی ہے اور یہی مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سنیں۔ اسلام کی ترقی کے لئے کوششیں کریں اور دعائیں کریں۔ اپنے ایمان و ایقان میں بڑھنے کے لئے دعائیں کریں۔ مسیح موعود کی بستی سے فیض اٹھائیں۔ لیکن ایک فرق ہے اور یہ بہت بڑا فرق ہے۔ 108 سال پرانی مجلس میں اُس وقت مجلس کی رونق خود مسیح الزمان تھے۔ اللہ تعالیٰ کا وہ فرستادہ تھا جو دلوں کی صفائی کر رہا تھا۔ ان غریب لوگوں کو بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے ساتھ ہے اور وہ وقت آنے والا ہے جب قادیان کی بستی دنیا میں جانی جائے گی۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی باتیں کس سچائی سے پوری ہو رہی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ان لوگوں کو بتایا کہ تم میں سے ہر ایک احمدیت کی سچائی کی دلیل ہے۔ آپ نے مخالفین کی مخالفت کو بھی خدا تعالیٰ کا معجزہ قرار دیا۔ آپ نے وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو فرمایا کہ:

’’دیکھو اوّل اللہ جلّ شانہٗ کا شکر ہے کہ آپ صاحبوں کے دلوں کو اس نے ہدایت دی اور باوجود اس بات کے کہ ہزاروں مولوی ہندوستان اور پنجاب کے تکذیب میں لگے رہے اور ہمیں دجال اور کافر کہتے رہے آپ کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کا موقع دیا‘‘۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 23۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) ان چند سو غریب لیکن اللہ تعالیٰ کے شکرگزار اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے والے لوگوں کی دعائیں آج آپ کو ترقی کے یہ نظارے دکھا رہی ہیں۔

اِس وقت بھی قادیان میں جلسہ میں شامل ہونے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ روس سے بھی اور عرب ممالک سے بھی اور افریقہ سے بھی جن کو احمدیت میں داخل ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اسی طرح اور ملکوں سے بھی احمدی قادیان آئے ہوئے ہیں جن کو احمدیت میں شامل ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا ہے۔ اور سب یہ جانتے ہیں کہ اب صرف ہندوستان تک ہی یہ بات محدود نہیں بلکہ دنیا کے تمام ملکوں میں جہاں مسلمان نام نہاد علماء پہنچ سکتے ہیں احمدیت کی مخالفت ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ دنیا میں عربوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دین کی فراست عطا کی ہوئی تھی لیکن آج جب احمدیت کا سوال آتا ہے تو یہ لوگ قرآن کریم کی تعلیم بھی بھول جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور تعلیم بھی بھول جاتے ہیں۔ ان کی فراست پر بھی تالے پڑ جاتے ہیں اور صرف ایک چیز کی رَٹ لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کذّاب تھے، جھوٹے تھے کیونکہ ہندوستان اور پاکستان کے نام نہاد علماء یہ کہتے ہیں۔ حقیقت میں اب ہندوستان کے مولوی ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مولوی یہ فتوے دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود سعید روحیں احمدیت اور حقیقی اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ عربوں میں سے بھی ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اِس وقت عرب بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان عربوں کا اب کام ہے کہ وہی علم اور وہی فراست دوبارہ اپنے اندر قائم کریں اور آج مسیح موعود کے پیغام کو تمام عرب دنیا میں پھیلا دیں۔

آپ علیہ السلام نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ:

’’یہ بھی اللہ جل شانہٗ کا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود اس قدر تکذیب اور تکفیر کے اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی سرتوڑ کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے‘‘۔ یہ 1907ء کی بات ہے جب آپ نے فرمایا کہ ’’میرے خیال میں اِس وقت ہماری جماعت چار لاکھ سے بھی زیادہ ہوگی۔ اور یہ بڑا معجزہ ہے کہ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور سلسلہ کو بند کرنے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے‘‘۔
(ملفوظات جلد 10 صفحہ 24۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہر وہ شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کس طرح مولوی ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اِس وقت قادیان میں افریقہ سے آئے ہوئے احمدی بھی جلسے میں موجود ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کس طرح احمدیوں کو احمدیت سے متنفر کرنے کے لئے مولوی زور لگاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ یہ معجزہ دکھاتا ہے کہ نہ صرف خائب و خاسر ہو کر وہاں سے نکلتے ہیں۔ اس مخالفت کے لئے جہاں بھی پہنچتے ہیں وہاں کئی جگہ جب ہمارے مربیان اور معلمین جاتے ہیں تو لوگ سچائی کے پیغام کو سن کر قبول کرتے ہیں اور مولوی جتنا بھی زور لگا لیں ان کی کوئی نہیں سنتا اور ذلیل و رسوا ہو کر وہاں سے نکلتے ہیں۔ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جہاں بھی ہمارے مبلغین پہنچے، ہمارے معلمین پہنچے کچھ عرصہ کے بعد مولوی بھی وہاں پہنچ گئے۔ احمدیت کے بارے میں ان لوگوں کو جھوٹی باتیں کر کے حق سے

پھیرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا مولوی ہمیشہ ناکامی کا منہ ہی دیکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس زمانے میں جب آپ یہ فرمارہے ہیں، فرمایا کہ جماعت کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے جو جاری تائیدی نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں اس کے نتیجہ میں کئی افریقن ممالک ہیں جن میں سال میں ہی لاکھ لاکھ لوگ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کو یعنی مخالفین کو سمجھ نہیں آتی کہ ہماری مخالفت کے باوجود یہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے تو کیوں؟ کیا اللہ تعالیٰ جھوٹے کا ساتھ دے رہا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان مولویوں کی مخالفت کا ذکر فرماتے ہوئے، اس کی حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''جانتے ہو کہ اس میں (یعنی مخالفت میں) کیا حکمت ہے؟'' فرمایا کہ ''حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے اور اس کے سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے اور اس کے روکنے والا دن بدن تباہ ہوتا ہے اور ذلیل ہوتا جاتا ہے اور اس کے مخالف اور مکذّب آخر کار بڑی حسرت سے مرتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 24۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مخالفین کو مارنا چاہتا ہے۔ پس یہ لوگ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود حسرت کی موت مر رہے ہیں۔ ایسے کئی واقعات روزانہ میرے سامنے آتے ہیں کہ مولوی ہمیں ختم کرنے کی حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا، یا ہمارا فلاں مخالف ہمیں ختم کرنے کی اور ہماری تباہی دیکھنے کی حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور یہ سلسلہ بڑی شان سے نہ صرف قائم و دائم ہے بلکہ ہر روز جماعت احمدیہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

پس مَیں دوسرے مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ سوچیں اور خدا تعالیٰ سے لڑائی مول لینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی آواز پر غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1907ء کے اپنے جلسے کے خطاب میں اس بارے میں مزید فرمایا کہ:

''خدا تعالیٰ کے ارادہ کو جو درحقیقت اُس کی طرف سے ہے کوئی بھی روک نہیں سکتا اور خواہ کوئی کتنی ہی کوششیں کرے اور ہزاروں منصوبے سوچے مگر جس سلسلہ کو خدا شروع کرتا ہے اور جس کو وہ بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے وہ سلسلہ رُک جائے تو ماننا پڑے گا کہ روکنے والا خدا پر غالب آ گیا۔ حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آ سکتا''۔ پھر فرمایا کہ: ''پھر ایک یہ معجزہ ہے کہ ان لوگوں کی بابت جو ہزاروں لاکھوں ہمارے پاس آتے رہتے ہیں اللہ جلّ شانہٗ نے براہین احمدیہ میں پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی...... اُس میں بہت سے اُسی زمانے کے الہام بھی درج ہیں''۔ فرمایا ''اسی کتاب براہین احمدیہ میں آنے والی مخلوق کی صاف طور پر پیشگوئی درج ہے''۔ (یعنی جو لوگ جماعت میں داخل ہوں گے ان کے بارے میں صاف طور پر پیشگوئی درج ہے)'' اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں بلکہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے۔'' (عربی کے الہام ہیں) ''یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَرْفَعُ اللّٰہُ ذِکْرَکَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ وَانْتَھٰی أَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ أَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِ۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُکَ۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔'' فرمایا ''یہ اس کی عبارت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اِس وقت تُو اکیلا ہے مگر وہ زمانہ تجھ پر آنے والا ہے کہ تُو تنہا نہیں رہے گا۔ فوج در فوج لوگ دُور دراز ملکوں سے تیرے پاس آئیں گے''۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 25-24۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے تو اتنی حد تک بیان کیا یا وہاں لکھا ہوا اتنا ہے۔ تفصیلی ترجمہ ان الہامات کا یہ ہے کہ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھ تک پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کرے گا۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کر لے گا تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جبتک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا وے۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تُو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ مَیں تیری مدد کروں گا۔ میں تیری حفاظت کروں گا۔ مَیں تجھے لوگوں کے لئے پیشرو بناؤں گا''۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان فرما رہے ہیں اُس وقت سات سو افراد جلسہ میں شامل ہوئے تھے جہاں آپ نے ان الہامات کا ذکر فرمایا۔ اس بارے میں گزشتہ خطبہ میں بھی مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تعداد کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ لگتا ہے اب ہماری واپسی کا وقت قریب ہے جو اتنی بڑی تعداد میں لوگ آج یہاں جمع ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تعداد کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ پیشگوئیاں جو 25 برس پہلے کی کی گئی تھیں اب کس شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ شاید کوئی اس وقت بھی کہتا ہو یا آج بھی کچھ لوگ کہہ رہے ہوں کہ پیشگوئیوں کے الفاظ تو بہت شاندار ہیں لیکن لوگ اُس وقت صرف چند سو تھے۔ تو ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بتا رہے ہیں کہ سارا سال لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور ہزاروں لوگ آتے ہیں۔ دوسرے اس کی شان کو اس نظر سے دیکھو جب یہ پیشگوئی کی گئی یا پیشگوئیاں کی گئیں تو قادیان کی اس چھوٹی سی بستی کو کوئی نہیں جانتا تھا اور پھر اس بستی میں ایک ایسا آدمی تھا جسے کوئی نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے۔ صرف لوگوں کے آنے کی خبر نہیں بلکہ اس کثرت سے آنے کی خبر ہے جس سے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرا ذکر بلند کرے گا۔ تجھے دنیا جانے گی اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ اور پھر یہ بھی کہ میں تیری حفاظت کروں گا۔ پس آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں لوگوں کو اپنے پاس آتے بھی دیکھا۔ لاکھوں لوگوں کو اپنی بیعت میں شامل ہوتے بھی دیکھا۔ آپ کے خلاف ایک سے بڑھ کر ایک مقدمہ قائم ہوا جن میں سے بظاہر بریّت ناممکن تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا۔ آپ پر مختلف طریقوں سے حملے کئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان کی بھی حفاظت کی اور آپ کی عزت بھی قائم فرمائی۔ آج ہم جب اس تناظر میں دیکھیں جو قادیان کی ابتدائی حالت تھی اور جو آپ کی اپنی پہچان تھی کہ کوئی نہیں جانتا تھا بلکہ قریبی لوگ بھی نہیں جانتے تھے اور پھر ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالیں تو آپ کی شان اور ان پیشگوئیوں کی صداقت اور بھی ابھر کر سامنے آتی ہے۔

پاکستان ہندوستان کے علاوہ دنیا کے 42 ملکوں کے نمائندے بیٹھے اپنی اپنی زبان میں اس وقت جلسے کی کارروائی سن رہے ہیں۔ پس آپ میں سے ہر وہ شخص جو اس وقت قادیان کی بستی میں بیٹھا جلسے میں شامل ہے، یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ ہر شخص آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس وقت اپنے سامنے بیٹھے ہوئے چند سو لوگوں کو فرمایا تھا جو زیادہ سے زیادہ ہندوستان کے کسی دُور کے علاقے سے آئے ہوں گے کہ ''تم میں سے تقریباً سب کے سب ہی اس گاؤں سے ناواقف تھے۔ اب بتلاؤ کہ آج سے پچیس چھبیس برس پیشتر'' (جب براہین احمدیہ لکھی گئی تھی) ''اپنی تنہائی اور گمنامی کے زمانہ میں کوئی کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھ پر ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ ہزارہا لوگ میرے پاس آئیں گے...... اور مَیں دنیا بھر میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جاؤں گا''۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 26۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج آپ جو دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں اس بات کے ثبوت ہیں کہ دنیا میں آپ یعنی مسیح موعود علیہ السلام مشہور ہوئے۔ آپ کی جماعت دنیا کے 207 یا 208 ملکوں میں قائم ہے۔ بعض ملکوں میں آپ کے ماننے والے حکومتوں کے مشیر اور وزیر ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ یہ سب اس بات کی عظیم الشان دلیل ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور جو پیشگوئیاں آپ نے فرمائی ہیں وہ آپ کی خودساختہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر آپ نے بتائی ہیں جو پہلے بھی بڑی شان سے پوری ہوئیں اور اب بھی پوری ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اپنی شان دکھاتے ہوئے پوری ہوتی رہیں گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لمبی نظم ہے۔ اس کا ایک شعر ہے کہ

گر نہیں عرش معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

(کلام محمود صفحہ 114 شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

پس یہ آواز جو قادیان کی بے نام بستی سے اٹھی جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوئی، جس کی تائید کی اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی آج دنیا کے ہر ملک میں گونج رہی ہے۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''دیکھو جتنے انبیاء آج سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے بہت سے معجزات تو نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ بعض کے پاس تو صرف ایک ہی معجزہ ہوتا تھا۔ اور جس معجزہ کا مَیں نے بیان کیا ہے یہ ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جو ہر ایک پہلو سے ثابت ہے اور اگر کوئی نِرا ہٹ دھرم اور ضدّی نہ ہو گیا ہو تو اُسے میرا دعویٰ بہرصورت ماننا پڑتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 26۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مگر جن کی آنکھوں پر پٹّیاں پڑ گئی ہوں انہیں روشنی کس طرح نظر آ سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے تو بہرصورت بڑی شان سے پورے ہو رہے ہیں بعض دفعہ بعض لوگوں کو خود ان کی نیک فطرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پیغام پہنچا دیتا ہے اور ہزاروں لوگ اس طرح احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس وقت جبکہ آپؑ کو کوئی نہ جانتا تھا اور آپ خود بھی علیحدگی پسند اور دنیا سے الگ رہنا پسند کرتے تھے آپ کو فرمایا کہ میں تجھے لوگوں کے لئے امام بناؤں گا۔ کس شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا تو اس لئے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کئے گئے وعدوں کا فیض جاری رہے۔

پس یہ سلسلہ جو پھل رہا ہے، پھول رہا ہے اور بڑھ رہا ہے اور خلافت احمدیہ کو تائیداتِ الٰہی حاصل ہو رہی ہیں تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود سے کئے گئے تمام وعدوں کو ایک شان سے پورا فرمانا ہے اور فرما رہا ہے۔ ایک طرف تو مخالفین احمدیت کی مخالفتیں ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے نظارے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔

اس وقت مَیں چند واقعات بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے صرف دعوے اور باتیں ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر ہر لفظ کی اللہ تعالیٰ آج بھی تائید فرما رہا ہے، آج بھی انہیں پورا فرما رہا ہے۔

مالی افریقہ کا ایک دور دراز ملک ہے۔ آج سے ایک سو دس سال پہلے تو، خیر سو سال پہلے بھی نہیں، بلکہ نوّے سال پہلے بھی نہیں ہندوستان میں رہنے والا شاید ہی کوئی احمدی اس ملک کو جانتا ہو گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانا ہے تو سامان بھی فرما دیئے اور 2012ء میں وہاں ہمارے ریڈیو سٹیشنوں کا آغاز ہوا اور تبلیغ شروع ہوئی۔ اسلام کی حقیقی تعلیم بتائی جانے لگی۔ لوگوں نے اسے سننا شروع کیا۔ لیکن بعض لوگ باوجود سعید فطرت ہونے کے اس بات سے جھجکتے تھے کہ جماعت میں شامل ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیونکہ ان کی نیک فطرت کی وجہ سے چاہتا تھا کہ رہنمائی فرمائے اس لئے رہنمائی بھی فرمائی اور فرماتا ہے۔ ایسے ہی ایک دوست اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ ان کا نام لاسین (Lassine) صاحب ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ریڈیو احمدیہ سنتے تھے مگر بیعت کی طرف ذہن مائل نہ تھا۔ اسی دوران ایک روز دعا کے بعد آرام کی غرض سے لیٹے تو خواب میں کسی بزرگ کو دیکھا جو ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ خواب میں ہی ان کو بتایا گیا کہ یہ احمدیوں کے خلیفہ ہیں جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ اس خواب کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اب میرے دل میں احمدیت کی صداقت سے متعلق کسی بھی قسم کا شک اور شبہ نہیں رہا ہے اور مَیں نے بیعت کر لی ہے۔ پس یہ ہیں نیک فطرت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور ہدایت کے طریق۔ جس پر وہ فضل کرنا چاہتا ہے کون ہے جو اسے روک سکتا ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ضدّی اور ہٹ دھرم نہ ہو گیا ہو تو اسے میرا دعویٰ ماننا پڑتا ہے۔ آجکل کے مولوی اس زُمرہ میں ہی آتے ہیں جو ضدی بھی ہیں اور اگر سب نہیں تو اکثریت ان کی ہٹ دھرم بھی ہے۔ ان کو اپنے منبر کی فکر ہے اور اس لئے ضدی اور ہٹ دھرم ہو چکے ہیں۔ اور اس قسم کے علماء الّا ماشاء اللہ ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

ہمارے مبلغ انچارج سینیگال نے ایک ایسے ہی مولوی کے بارے میں بتایا۔ کہتے ہیں کہ تمباکونڈا (Tambacounda) ریجن کے ایک گاؤں کے مولوی جو جماعت کے بہت مخالف ہیں اسسٹنٹ کمشنر کے پاس گئے کہ احمدی لوگ مسلمان نہیں ہیں ان سے پرہیز کیا کریں۔ چنانچہ موصوف جماعت سے پرہیز کرنے لگے۔ پہلے وہ تھوڑے بہت واقف تھے۔ اور جماعت کے کسی بھی فنکشن میں شامل نہ ہوتے اور بہانہ کرتے کہ یہ مجبوری ہو گئی، وہ مجبوری تھی بلکہ بسااوقات تُرشی سے بھی پیش آتے۔ ان کی اس عادت کی وجہ سے لوگوں کا رجحان جماعت کی طرف اور زیادہ ہو گیا اور 67 سرکردہ افراد احمدیت میں داخل ہو گئے۔ لوگوں کو احمدی ہوتے دیکھ کر مولوی کو پھر زیادہ فکر ہوئی اور ریجن کی خفیہ پولیس کے ڈائریکٹر کے پاس چلا گیا اور اس کو جماعت کے خلاف اکسانے لگا۔ ان دنوں

میں کیونکہ ساتھ والے ملک مالی میں terrorism کے واقعات ہو رہے تھے اور اس کے بعد حکومت ان معاملات میں کافی حسّاس ہو چکی تھی اور ہر طرف نظر رکھی جا رہی تھی۔ چنانچہ خفیہ پولیس کے ڈائریکٹر کو جب ہمارا بتایا گیا اور جھوٹی خبر دی گئی کہ احمدی terrorist ہیں تو خفیہ پولیس کے ڈائریکٹر نے تحقیق کے لئے تین افسر بھیجے کہ تحقیق کرو اور پتا لگے۔ یہ تینوں افسر جب آئے۔ جماعت کے بارے میں تحقیق کرنے لگے۔ تعلیم کا پتا کیا اور حقیقت ان کے علم میں آئی تو یہ تینوں افسران بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

مولویوں کے منصوبے کا ایک اور واقعہ دیکھیں اور ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید کا نظارہ بھی نظر آتا ہے۔ مولوی چاہتے ہیں کہ پابندی قائم کر دیں۔ احمدیت کی تبلیغ کو روکنے والے بن جائیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے منصوبے ان پر الٹا دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید کے نشان دکھاتا ہے۔

برکینا فاسو کے ہمارے مبلغ ہیں یہ کہتے ہیں کہ ایک گاؤں کنگورا (Kangoura) ہے۔ وہاں تبلیغ کی غرض سے گئے۔ یہ جگہ دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ وہاں مختلف قبیلے ہیں اور زبان کے لحاظ سے ایک قبیلہ میں جُولا (Jula) زبان بولی جاتی ہے اور دوسرا سینُوفو (Senufo) زبان بولتا ہے۔ کہتے ہیں ہم سینفو زبان والے محلے میں چلے گئے اور دوسرے محلے کے لوگوں کو بھی دعوت دی۔ جُولا زبان بولنے والے احمدیوں کے سخت دشمن تھے۔ دوسرے محلے میں اس لئے گئے کہ جُولا والے احمدیت کی بڑی مخالفت کرتے تھے۔ مولوی کے زیر اثر تھے اور جماعت کا نام بھی نہیں سننا چاہتے تھے۔ وہاں ان کا ایک مدرسہ بھی ہے۔ ان کے بڑے امام نے اپنے نائب امام کو بھیجا کہ یہ جُولا علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کرنے کے لئے گئے ہیں جاؤ ان کی تبلیغ سنو۔ یہ نہ ہو کہ احمدی اپنی تبلیغ سے اس پورے محلے اور علاقے کو احمدی کر لیں۔ چنانچہ اس نائب امام نے منصوبہ بنایا کہ جب احمدی مبلغ تبلیغ کرنا شروع کرے گا تو وہاں ان کے جو چھوٹے چھوٹے گھر بنے ہوتے ہیں، جھونپڑیاں، ان میں سے ایک کو آگ لگا دیں گے اور شور مچا دیں گے کہ آگ لگ گئی ہے۔ پھر ہم سب دوڑ پڑیں گے اور اس طرح تبلیغ رک جائے گی اور سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ ان کا احمدیوں کی تبلیغ کا جو منصوبہ ہے وہ فنکشن ختم ہو جائے گا۔ آخر انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت سارے لوگ منتشر ہو گئے۔ ہمارے مبلغین کہتے ہیں کہ ہم نے ساری رات پھر اسی گاؤں میں گزاری۔ تبلیغ تو کر نہیں سکتے تھے۔ ایک تدبیر انہوں نے کی تھی اور دوسری تدبیر خدا تعالیٰ نے کی۔ وہ کس طرح؟ کہتے ہیں کہ صبح ہی صبح نماز کے بعد اس محلّہ کے تمام لوگ دوبارہ جمع ہو گئے اور ہم نے ان کو تبلیغ کی۔ یہ لوگ فطرت کے نیک تھے۔ اس بات کو بھی سمجھ گئے کہ ساتھ والے محلے نے شرارت کی ہے۔ چنانچہ ہماری تبلیغ سن کر ان نیک فطرت لوگوں نے فیصلہ کیا کہ ہم جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت صبح کی تبلیغ سے 128 افراد نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والے کی دعا کو سن کر کس طرح ان کے ایمان کو بڑھاتا ہے اور کس طرح اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارا تعلق زندہ خدا سے جوڑنے آیا ہوں۔ اس بارے میں مَیں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

یہ بینن کا واقعہ ہے۔ مبلغ لکھتے ہیں کہ ہماری ریجن کی ایک جماعت ہے اس کے صدر قدوس صاحب ہیں۔ وہ صرف اس وجہ سے جماعت میں داخل ہوئے تھے کہ جماعت کا دعویٰ ہے کہ اسلام کا خدا آج بھی دعائیں سنتا ہے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ یکم اپریل 2015ء کو میری اہلیہ کی ڈیلیوری کا وقت آ گیا۔ بچے کی پیدائش تھی۔ میں نے اس موقع کے لئے جو مالی انتظامات کئے ہوئے تھے، جو پیسوں کا، رقم کا انتظام کیا ہوا تھا ان سے لوکل ہسپتال میں علاج شروع کروایا مگر زچگی کی دردیں ہونے کے باوجود بچے کی پیدائش مشکل ہو گئی۔ ہسپتال والوں نے کچھ دیر رکھ کر کہا کہ اب ماں کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے اور اس کا بڑا آپریشن ہو گا جس کی سہولت ہمارے پاس نہیں ہے۔ آپ کسی دوسرے ہسپتال میں لے جائیں۔ یہ سن کر کہتے ہیں مَیں سخت پریشان ہوا کہ جو کچھ تھا وہ تو سب مَیں نے خرچ کر دیا۔ رقم میرے پاس تھوڑی تھی یا جتنی بھی تھی اس خرچے کے لئے تھی۔ بہرحال کہتے ہیں میں دوسرے ہسپتال جانے کے لئے ٹیکسی لے کر روانہ ہوا۔ اللہ کے حضور دعائیں کرنے لگا کہ اے اللہ! میں تو اس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جس کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور مشکل کشا ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں بیوی کو جب بڑے ہسپتال لے کر پہنچا تو ابھی ڈاکٹروں نے کوئی دوا بھی نہیں دی تھی کہ بچے کی نارمل طریق پر پیدائش ہو گئی۔ کہتے ہیں یہ میرے لئے زندہ خدا کے موجود ہونے اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور اس سے کہتے ہیں میرے ایمان میں اور بھی ترقی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی ایمانوں کو ترقی دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ ایمان پختہ ہو تو آج بھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے جلوے دکھاتا ہے۔ کسی مولوی کے پاس جانے کی یا کسی پیر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے ساتھ جڑ جاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی پیروی کرو تو خدا تعالیٰ خود ملتا ہے اور نشان دکھاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جس کے حق میں فیصلہ کر دے کہ اسے ہدایت دینی ہے تو عجیب رنگ میں پھر اس کی ہدایت کے سامان بھی کرتا ہے۔ اس بارے میں امیر صاحب فرانس ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ سلیم تورے صاحب ایک احمدی ہیں۔ انہوں نے سات سال پہلے بیعت کی تھی لیکن ان کی بیوی احمدی نہیں ہوئی تھی اور مذہبی طور پر کٹر تھی۔ بَیک گراؤنڈ مسلمان تھی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس عورت نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے تو میں بیعت کر لوں گی۔ جب انہوں نے مجھے لکھا یا شاید زبانی کہا جب ملے تو میں نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ پابند تو نہیں ہے۔ مَیں نے ان کو لکھ کے بھی بھیجا تھا کہ اللہ تعالیٰ پابند تو نہیں ہے۔ بہرحال دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو بھی اس طرح پورا فرمایا کہ چند دنوں کے بعد ان کی اہلیہ امید سے ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹا بھی عطا فرما دیا۔ اس کے بعد سے موصوفہ نے بیعت کر لی۔ اپنے بیٹے کا نام بھی بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ پس ہر دعا جو قبول ہوتی ہے، ہر بات جو اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ایمان اور یقین میں کس طرح اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے اس کی ایک مثال سامنے رکھتا ہوں۔ آئیوری کوسٹ کے معلم بیان کرتے ہیں۔ غازی پور ایک جگہ ہے وہاں کی مسجد میں ایک دن نماز جمعہ کے بعد ایک خاتون نے بیعت کی اور باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے لگ گئی۔ ان کا خاوند مسلمان نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ سچ ہے کہ مسیح موعود تشریف لا چکے ہیں اور جماعت احمدیہ ہی ان کی جماعت ہے تو ان کے صدقے میرے خاوند کو بھی قبول احمدیت کی توفیق دے۔ وہ خاتون کہتی ہیں کہ مَیں تو پہلے ہی احمدی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی صداقت مجھ پر مزید کھول دی کیونکہ اگلے ہی روز میرے خاوند صبح صبح مشن ہاؤس آئے اور بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نومبائعین کے ازدیاد ایمان کے لئے کیسے نشان دکھاتا ہے۔ ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ برکینا فاسو کی ریجن ٹنکو دوگو (Tenko Dogo) ہے۔ مشنری کہتے ہیں کہ یہاں ہماری ایک جماعت ہے اس میں ایک بہت ہی مخلص خاندان احمدیت میں داخل ہوا اور احمدیت کے ساتھ وابستگی اور اخلاص میں غیر معمولی ترقی کی۔ اس خاندان کی اپنے محلے میں شدید مخالفت بھی ہوئی۔ اس خاندان کی خاتون گوبا بوئیما صاحبہ نے بتایا کہ ایک دن ایک شخص ان کے گھر میں آیا اور انہیں سخت برا بھلا کہا اور گالیاں بھی دیں اور کہنے لگا کہ تم سب لوگ اندھے ہو جنہوں نے جھوٹ کو گلے لگا لیا ہے۔ اس لئے فوراً جماعت کو چھوڑ دو۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ماہ کے اندر یہ شخص اپنی جوانی کی حالت میں آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو کر اندھا ہو گیا۔

اسی طرح ایک روز ایک مخالف مُلّاں کہنے لگا کہ آپ لوگوں کا امام مہدی تو جیل میں فوت ہوا ہے۔ (یہ) ایک نیا الزام (ہے)۔ کیا ایسا شخص بھی خدا کا امام ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے امام بنایا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا شخص امام ہو سکتا ہے۔ یہ خاتون کہتی ہیں کہ عجیب بات ہے کہ میں ابھی معلم صاحب کے پاس اس بات کا جواب لینے نہ جا پائی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ جس شخص نے یہ بات کی تھی وہ ایک جرم میں پکڑا گیا اور اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا۔ تو یہ نشانات ہیں جو اس نو مبائع خاندان کے لئے جہاں ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے وہاں اس علاقے میں دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بھی بنے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بندے کے کاروبار ہیں۔

غرض کہ بیشمار ایسے واقعات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو لوگوں کے ایمان میں ترقی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ انہیں آپ علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے والا بناتے ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت پر یقین میں بڑھاتے ہیں۔ خلافت احمدیہ سے پختہ تعلق پیدا کرنے والا بناتے ہیں۔ مخالفین کے عبرتناک انجام سے ان کی حقیقت ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے اَور نظارے دکھاتے ہیں۔ قادیان کی بستی سے اٹھی ہوئی آواز جیسا کہ مَیں نے کہا اس وقت دنیا کے 208 یا 209 ممالک میں گونج رہی ہے۔ ہر وہ شخص جو دنیا کے کسی بھی کونے سے آیا ہے اور جلسہ سالانہ میں شامل ہے جس میں روسی بھی شامل ہیں، عرب بھی شامل ہیں، افریقن بھی ہیں یورپین بھی ہیں اور انڈونیشین بھی ہیں یہ سب لوگ جو ہیں، جو وہاں اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں یہ آپ کی دعاؤں کی قبولیت کی دلیل ہیں۔ آپ کی دعائیں ہی ہیں جنہوں نے قادیان کی چمک دنیا کو دکھلا دی ہے۔ یہ چھوٹی سی بستی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہی شہرۂ عالم بنی ہوئی ہے۔

آج یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر بن چکی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، مسیح موعود اور مہدی معہود کے ساتھ وابستہ ہو کر ہی اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرایا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر ہی دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لایا جا سکتا ہے۔ پس اس کے لئے ہر احمدی کو اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو ان مخالفین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جبتک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگانِ خدا! کچھ تو سوچو۔ کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے‘‘؟۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 554)

اللہ تعالیٰ عامّۃ المسلمین کے سینے کھولے اور وہ فتنہ پرداز مولویوں کے پیچھے چلنے کی بجائے زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور آپ علیہ السلام کے ساتھ جڑ کر اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کرنے والا بنائے اور ہم دنیا کی اکثریت کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا ہوا دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

بنگلہ دیش میں جو مسجد پر حملہ ہوا وہ بھی اسلام کے نام پر قائم ایک تنظیم نے کیا تھا۔ پولیس کے مطابق وہ خودکُش حملہ آور جتنے بم لے کر آیا تھا اگر وہ سارے پھٹ جاتے تو مسجد میں ایک شخص بھی نہ بچتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر کی کہ وہ شخص خود ہلاک ہو گیا اور تین آدمی معمولی زخمی ہوئے۔ اب حالات ایسے نہیں ہیں کہ اس طرح Relax ہو کر ہر جگہ بیٹھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں فضل فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی مَیں جماعت کی انتظامیہ کو بھی دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں ہر جگہ حفاظت کا انتظام صحیح طرح کیا کریں اور لاپرواہی نہ برتا کریں۔ ہمارے پہلے احمدی بھائی جو روس میں شہید ہوئے ہیں ان کو بھی ایک دہشت گرد تنظیم نے شہید کیا ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بتا بھی چکا ہوں۔ بہرحال ہر احمدی کو بہت زیادہ دعاؤں پر بھی زور دینے کی ضرورت ہے اور ہر جگہ کی انتظامیہ کو بہت زیادہ احتیاط کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور جلسے میں شامل ہونے والے جتنے بھی ہیں وہ جلسے کے فیض سے صحیح فیض پانے والے ہوں اور خیریت سے اللہ تعالیٰ سب کو اپنے گھروں میں بھی لے کر جائے۔

اس کے بعد دعا ہو گی۔ ہم دعا کریں گے لیکن اس سے پہلے مَیں حاضری بتا دوں۔

اس وقت قادیان میں رجسٹریشن کا جو شعبہ ہے اس کے مطابق 19134 افراد شامل ہوئے ہیں اور چوالیس (44) ممالک شامل ہیں۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے 5340 افراد اِس وقت بیٹھے لندن سے جلسہ سن رہے ہیں۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

☆☆☆☆

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیرِ کبیر کا تعارف اور اس کے محاسن

(جمیل احمد بٹ۔ کراچی)

دوسری و آخری قسط

(7) تفسیر کبیر میں مستقبل کی مزید خبروں کا بیان:

اسی طرح اس تفسیر میں درج ذیل یہ قرآنی پیش گوئیاں بھی درج ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر قرآن کی صداقت پر گواہ ہوں گی:

i۔ فلسطین پر دوبارہ مسلمانوں کے اقتدار کی خبر:

وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ (انبیاء:106) کی تفسیر کے تحت یہ پیش گوئی کہ (ارضِ مقدس پر مسلمانوں کا) قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں عارضی طور پر تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔این۔او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ لا کر مسلمانوں کو بسائیں۔

(تفسیرِ کبیر جلد پنجم صفحہ 576)

ii۔ ایٹم بم کے توڑ کی خبر:

سورۃ نمل 27 کی آیت 88 کی تفسیر میں آپ نے اس پیش خبری کی نشاندہی کی کہ ایٹم بم کے توڑ کے لئے بھی ایجادات ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ جن کے نتیجہ میں دشمن پر فوقیت بھی حاصل ہو جائے گی اور عام تباہی بھی نہیں آئے گی۔

(تفسیرِ کبیر جلد ہفتم صفحہ نمبر 142-141)

iii۔ اردو زبان کی ترقی کی خبر:

سورۃ ابراہیمؑ 14 کی آیت 5 کی تفسیر میں آپ نے یہ اظہار کیا کہ

'چونکہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکے گی'۔

(تفسیرِ کبیر جلد سوم صفحہ نمبر 444)

iv۔ چوتھی عالمگیر جنگ کے بعد اسلام کے عروج کی خبر:

سورۃ مطفّفین 83 کی آیت 16 کی تفسیر میں آپ نے چوتھی عالمگیر جنگ کے بعد مغربی اقوام کی مکمل تباہی اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خبر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: 'یہاں کَلَّا کا تکرار اسی عذابِ شدید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ (سورۃ مائدہ 116:15 میں عیسائی اقوام کو اس عذابِ شدید کی وعید کا ذکر آپ پہلے کر چکے ہیں)...... یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہو گا بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو 1918ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا اب دوسری جنگِ عظیم جو شروع ہے (یہ الفاظ 1945ء میں لکھے گئے) یہ دوسرا جھٹکا ہے اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم ہو گی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا جھٹکا ہو گا۔ اس کے بعد چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی'۔

(تفسیرِ کبیر جلد ہشتم صفحہ 307)

(8) قرآن کے مشکل مقامات کی تشریح:

وہ قاری جو تمام تفاسیر کو پڑھ لینے کے بعد بھی یہ جاننے سے قاصر رہتا ہے کہ حروفِ مقطعات سے سورتوں کے مطالب کا کیا تعلق ہے؟ اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کون تھے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کب ہوئی؟ دنیا میں مذہبی ادوار کا کیا سلسلہ رہا؟ وحی کی کتنی اقسام ہیں؟ اور قرآنِ کریم کے کتنے بطون ہیں اور ان کے مطابق آیات کے کیا کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ تفسیرِ کبیر سے ان سب سوالوں کا جواب پانا اس کے لئے اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی بنتی ہے۔ قرآن کے بطون کا علم حضرت مصلح موعو کو خاص طور پر عطا ہوا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

'یہ علم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے عطا کیا ہے بعض دفعہ ایک مضمون کا تعلق ابتدائی سورتوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض دفعہ بعد والی سورتوں کے ساتھ پھر ایک معنی کسی آیت کے منفرداً ہوتے ہیں اور ایک معنی دوسری آیتوں کے ساتھ ملا کر کئے جاتے ہیں'

(تفسیرِ کبیر جلد ہفتم صفحہ نمبر 293)

حضرت مصلح موعودؓ کا کمال عجز:

تفسیرِ کبیر کی مذکورہ بالا چند عظیم الشان خصوصیات اس تفسیر کو تمام تفاسیر سے منفرد اور اعلیٰ درجہ پر متمیز کر دیتی ہیں اور قرآنِ کریم کے فہم اور ادراک کی ان منازل تک پہنچا دیتی ہیں جو بلاشبہ اور کسی ایک بلکہ تمام تفاسیر کی مدد سے بھی ممکن نہیں۔ اس کے باوجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عجز و خاکساری کا اظہار آپ کی شان اور مرتبہ کو بلند تر کر دیتے ہیں۔ یہ اظہار کئی رنگ میں ہوا۔ جیسے

1۔ آپ نے گزشتہ تفسیروں کی کم آگہی سے ان مفسرین کو بری کر کے اس کا سبب ان کے زمانہ کے اثر کو قرار دیا جیسا کہ فرمایا:

پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت قرآنِ کریم کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ دو غلطیاں نہ کرتے تو ان کی تفاسیر دائمی خوبیاں رکھتیں۔...... دو اور غلطیاں بھی ان سے ہوئی ہیں۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں وہ زمانہ کے اثر کے نیچے تھیں۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد سوم صفحہ ب شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

2۔ اسی طرح پہلی تفاسیر میں قرآنی پیش گوئیوں کا پورا اظہار نہ ہونے پر آپ نے ان مفسرین کو حالات کے تحت معذور جانا اور فرمایا:

'پہلوں کے لئے اس کے لکھنے کا موقع ہی کب آیا۔ مثلاً یاجوج ماجوج کے جو معنی آج ظاہر ہوئے ہیں وہ پہلے مفسر کس طرح بیان کر سکتے تھے۔ وہ معذور تھے ان کے سامنے یہ چیز ہی نہ تھی یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سمجھ دے دی مگر یہ ہماری پہلوں پر فضیلت نہیں...... یہ ان کے زمانہ کی بات ہی نہ تھی۔...... انہوں نے یہود کی ان روایات کو اس لئے مان لیا کہ ان کے پرکھنے کا ذریعہ ان کے پاس نہ تھا آج ہم ان باتوں کو اس لئے حل کر لیتے ہیں کہ یہ امور ہمارے سامنے ہیں۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 20 دسمبر 1940ء خطباتِ محمود جلد 21 صفحہ نمبر 479-478 فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

3۔ آپ نے تفسیر لکھنے کو ایک بھاری ذمہ داری سمجھا اور فرمایا:

'تفسیر کا کام بڑی ذمہ داری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اس میں دیر ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ فطرتاً مَیں اس سے بہت گھبراتا ہوں اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی ٹڈا ہمالیہ پہاڑ کو اٹھانے کی کوشش کرے اور مَیں نے مجبوراً اور جماعت کے اندر اس کے لئے شدید خواہش کو دیکھتے ہوئے اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے لئے مجبور ہؤا ہوں ورنہ قرآنِ کریم کی تفسیر ایسا کام نہیں جسے مومن دلیری سے اختیار کر سکے'۔

(ایضاً صفحہ 476)

4۔ آپ نے اس خیال کو سختی سے ردّ فرمایا کہ گزشتہ یا اس تفسیر میں سب کچھ بیان ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپ کی رائے دوٹوک تھی:

'مجھے اس خیال سے شدید ترین نفرت ہے کہ تفاسیر میں سب کچھ بیان ہو چکا ہے ایسا خیال رکھنے والے کو مَیں اسلام کا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں اور احمق سمجھتا ہوں گو وہ کتنے بڑے بڑے جبّے اور پگڑیوں والے کیوں نہ ہوں اور جب میرا دوسری تفسیروں کے متعلق یہ خیال ہے تو مَیں اپنی تفسیر کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ ہم یہ تو کوشش کر سکتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے علوم ایک حد تک بیان کر دیں مگر یہ کہ قرآنِ کریم کے یا اپنے زمانہ کے بھی سارے علوم بیان کر دیں اس کا تو مَیں خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔...... یہ مَیں برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک شخص بھی یہ خیال کرے کہ اس میں سب کچھ آ گیا ہے'۔ (ایضاً صفحہ 483-482)

5۔ تفسیرِ کبیر کے مضامین کے نسبتی طور پر محدود ہونے کے بارے میں آپ نے فرمایا:

قرآن غیر محدود خدا کا کلام ہے اس لئے اس کے علوم بھی غیر محدود ہیں اور اس نسبت سے ہم اس کے مطالب کا نہ کروڑواں حصہ اور نہ اربواں حصہ بیان کر سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ کی ضرورتوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ضروری باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے...... مگر چونکہ یہ خدائی تائید سے لکھی گئی ہے اس لئے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اس میں اس زمانہ یا آئندہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی دین اور روحانی باتیں جو لکھی گئی ہیں وہ صحیح ہیں ہاں بعض آئندہ ہونے والی باتوں کے متعلق یہ احتمال ضرور ہے کہ ہم ان کے اور معنی کریں اور جب وہ ظاہر ہوں تو صورت اور نکلے۔ (ایضاً صفحہ 482)

6۔ آپ نے آئندہ زمانوں میں قرآنی معارف کے بیان کے سلسلہ کو جاری قرار دیا اور فرمایا:

'قرآنِ کریم کے نئے نئے معارف ہمیشہ کھلتے رہتے ہیں آج سے سو سال کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ ایسے معارف بیان کر سکتے ہیں جو آج ہمارے ذہن میں بھی نہیں آ سکتے اور پھر دو سو سال بعد غور کرنے والوں کو اور معارف ملیں گے'۔ (ایضاً صفحہ 482)

7۔ آپ نے اس امکان کو قائم رکھا ہے کہ آج کی جانے والی بعض تاویلات حالات میں تبدیلی کے سبب درست نہ ٹھہریں اور فرمایا:

'اسی طرح ممکن ہے کہ بعض پیش گوئیاں جو آئندہ کے متعلق ہیں ہم ان کو کوئی تاویل کریں جو غلط ہو اور جب ان کے مطلب نکلیں تو آئندہ زمانہ کے مفسر ہمارے متعلق کہیں کہ کتنے بے وقوف لوگ تھے کہ ان کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے'۔ (ایضاً صفحہ نمبر 479-478)

8۔ ہر شخص کو خود غور و فکر کی دعوت:

تفسیرِ کبیر کے مطالعہ کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے ہر شخص کو خود بھی غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

'ہر انسان خود قرآن پڑھے، سوچے، سمجھے تو صحیح علم حاصل کر سکتا ہے۔ باقی تفاسیر تو ایسی ہی ہیں جیسے کسی جگہ پہنچنے کے لئے کوئی سواری پر چڑھ جاتا ہے۔...... فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مومن ان ذرائع کو تقریب سے زیادہ اہمیت نہ دے بلکہ خود آگے بڑھے اور سوچے، سمجھے'۔

(ایضاً صفحہ نمبر 480)

'قرآنِ کریم ایک روحانی سمندر ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص تمہیں کوئی بات اس میں سے بتا سکے اور کوئی تفسیر سنا دے مگر یہ ناممکن ہے کہ قرآنِ کریم کے سارے علوم بیان ہو سکیں اور اگر کوئی قرآنی علوم سمجھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اسے خود ہی غوطہ لگانا پڑے گا'۔

(ایضاً صفحہ نمبر 477)

تفسیرِ کبیر کے بارے میں آراء:

تفسیرِ کبیر کی کسی بھی جلد کا مطالعہ پڑھنے والے کو علم و عرفان کی ایک نئی دنیا سے آشنا کرتا ہے اور وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ کس طرح علام الغیوب خدا نے قرآنِ کریم میں مطالب و معنی کا ایک سمندر پوشیدہ کر رکھا ہے جس تک رسائی انہی کو ہے جو مطہرین میں ہیں اور اپنے قلبِ صافی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاہم ان میں سے چند ہی ہیں جنہوں نے ان کا تحریر میں اظہار کیا۔

یہ گنتی کے قاری اپنے بھی ہیں اور بیگانے بھی۔ بیگانوں میں وہ بھی ہیں جو اسی تفسیر کے مطالعہ کے نتیجہ میں احمدی ہو گئے۔ اور وہ بھی جنہیں قبولِ حق کی توفیق تو نہیں ملی لیکن انہوں نے برملا اس تفسیر کی اعلیٰ خوبیوں کا اعتراف کیا۔ ایسی چند آراء درج ذیل ہیں:

تفسیرِ کبیر کے زیرِ اثر احمدی ہونے والے:

1۔ مولوی محمد اسد اللہ قریشی صاحب لکھتے ہیں:

'سیّدنا حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیرِ کبیر

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دلنشیں یادیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 فروری 2012ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب مرحوم (سابق وکیل المال اوّل) کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں ذاتی مشاہدہ کی بنیاد پر حضرت مصلح موعودؓ کی چند دلنشیں یادوں کا بیان ہے۔

محترم چودھری صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ کی پہلی بار زیارت مَیں نے 13 سال کی عمر میں کی تھی جب مجھے سیالکوٹ سے قادیان جانے کا موقعہ ملا۔ حضورؓ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ گویا نُور کا اک پیکر دیکھا۔

☆ مَیں جب پانچویں یا چھٹی جماعت کا طالبعلم تھا تو حضرت مصلح موعودؓ سیالکوٹ میں تشریف لائے اور شہر کے مشہور مقام (قلعہ) پر رات کے وقت حضورؓ کا لیکچر تھا۔ لیکچر سے قبل حضورؓ کی قیامگاہ پر ایک شخص نے بھری مجلس میں عرض کیا کہ مخالفوں نے لیکچر کے دوران فساد کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے حضور وہاں تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضورؓ نے بلاخوف وخطر فرمایا کہ اگر مخالفت ہے تو پھر انشاء اللہ مَیں ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ حضورؓ تشریف لے گئے۔ اگرچہ ابتداء میں چاروں طرف سے خطرناک پتھراؤ ہوا لیکن مخالفین کسی حربہ سے حضور کو خائف نہ کرسکے۔ بالآخر حضور کے دلیرانہ عزم اور انتظامیہ کے حسن انتظام سے فسادیوں کو بھاگنا پڑا اور اس کے بعد حضورؓ نے شاندار لیکچر دیا جس سے سامعین مسحور ہوگئے اور کئی افراد نے ہدایت پائی۔

☆ 1932-34ء میں خاکسار قادیان میں طالب علم تھا۔ موسم گرما میں اہل قادیان بڑی تعداد میں ایک قریبی نہر پر پکنک منایا کرتے تھے اور بعض اوقات اس میں حضرت مصلح موعودؓ بھی بنفس نفیس شمولیت فرماتے تھے۔ اسی طرح کی ایک تقریب میں خاکسار نے حضور کو نہر میں تیرتے ہوئے دیکھا۔ حضور نے بازوؤں والی بنیان اور نیچے کھڑا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ بندہ ابھی تیراکی سے ناواقف تھا اس لئے حضور کے ساتھ ساتھ نہر کے کنارے پر ہی چلتا جارہا تھا۔ حضور کے عقب میں بیس پچیس تیراک جوان تیرتے جارہے تھے۔ تیراکی کے دوران دلچسپ گفتگو بھی ہوتی جارہی تھی۔ حضورؓ نے اتنے میں فرمایا کہ مَیں نے ابھی تک پاؤں نہیں لگائے اور بدستور تیرتا آرہا ہوں اور ساتھ ہی بلند آواز سے فرمایا: محمد احمد! آپ نے بھی ابھی تک پاؤں نہیں لگائے ہوں گے۔ (محمد احمد صاحب بھاگلپوری بڑے اچھے تیراک تھے)۔ وہ کہنے لگے کہ حضور میرے پاؤں ابھی لگے ہیں۔ اس پر حضورؓ نے خوشگوار موڈ میں فرمایا کہ مَیں تو آپ کی تعریف کررہا تھا آپ نے میری تعریف پر پانی پھیر دیا۔ کچھ دیر بعد حضور نہر سے باہر نکل کر فرمانے لگے کہ ہم اپنے مقام سے بہت دُور آگئے ہیں اب واپس جانا چاہئے، گومیں ابھی اتنا ہی مزید تیر سکتا ہوں۔ پھر نہر کی پٹڑی پر حضورؓ نے واپسی اختیار فرمائی۔ حضورؓ نے فرمایا ہم نے بہت جلد قریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرلیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نہر والوں کے میل چھوٹے ہوتے ہیں۔ میرے دل میں حضورؓ سے بات کرنے کی خواہش کروٹیں لے رہی تھی اس لئے مَیں نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ ہاں حضور چھوٹے ہوتے ہیں۔ حضور نے میری طرف غور سے دیکھا اور پوچھا آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ مَیں حضورؓ کے استفسار پر اتنا گھبرا گیا کہ گویا منہ میں زبان نہیں رہی۔ حضور میری حالت کو فوراً بھانپ گئے اور تسلّی آمیز انداز میں فرمایا آپ کس کے بیٹے ہیں؟ خاکسار نے عرض کیا حافظ عبدالعزیز صاحب کا بیٹا ہوں۔ فرمانے لگے: اچھا وہ سیالکوٹ والے حافظ عبدالعزیز۔ حضورؓ کے حافظے کی قوّت سے میں حیران رہ گیا۔ نیز حضورؓ کی اس حکمت نے بھی حیران کردیا کہ میری بگڑی حالت کو کس طرح ازراہ شفقت بحال فرمادیا۔

☆ اُسی زمانہ میں ہائی سکول کے سامنے والے میدان میں غالباً سیرۃ النبیؐ کا جلسہ تھا جس میں حضور کی تقریر تھی۔ اس میں تلاوت قرآن مجید کے لئے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی مکلّف تھے اور نظم کے لئے خاکسار تھا۔ کم عمری میں خاکسار حضور سے اتنا مرعوب ہوا کرتا تھا کہ حالت نارمل نہ رہتی تھی۔ حضور کی موجودگی میں نظم پڑھنا میرے بس کی بات نہ تھی۔ تاہم افتاں وخیزاں حضور کی موجودگی میں نظم پڑھی مگر ٹھیک طرح پڑھی نہ گئی۔ حضور نے تقریر شروع فرمائی تو پہلے تلاوت اور نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ منتظمین نے تلاوت کرنے کے لئے ایک بوڑھے بزرگ کو منتخب کیا جو بڑھاپے کی وجہ سے آواز بلند نہ کرسکے اور نظم کے لئے جو نظم خواں آئے تو ان کی آواز بھی ان کے گلے پر قربان ہوکر رہ گئی۔

☆ 1934ء میں خاکسار نے جماعت دہم کا امتحان دیا تو حسب سابق فارغ ہونے والے طلباء کی حضور سے الوداعی ملاقات کروائی گئی۔ فرشی نشست تھی۔ ہم حضورؓ کی معیت میں نیچے بچھی ہوئی دری پر بیٹھ گئے۔ حضورؓ نے ہمارے نگران ٹیچر مکرم ماسٹر محمد ابراہیم جمونی صاحب سے دریافت فرمایا کہ بچوں کے پرچے کیسے ہوئے؟ عرض کیا گیا کہ اچھے ہوگئے ہیں۔ فرمایا: بچوں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں پرچوں کے اچھے یا خراب ہونے کے معیار بھی یکساں نہیں ہوتے، زیادہ گہرائی میں جاکر معلوم کرنا چاہئے کہ پرچے کیسے ہوئے ہیں۔ پھر مصافحہ کے دوران ایک غیرازجماعت طالبعلم بنام نوازش علی نے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ بیعت بہت سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے۔ بعض اوقات ماحول سے متاثر ہوکر بیعت کرلی جاتی ہے مگر بعد میں اسے نبھانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ مَیں نے اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ اس کے اصرار پر حضور نے اس سے بیعت لی۔

☆ قادیان میں کچھ لوگوں میں باہمی جھگڑا ہوگیا جس کی شکایت حضور تک پہنچ گئی۔ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے مسجد مبارک میں مغرب کے وقت حضور نے ایک گواہ کی گواہی لینا شروع کی۔ گواہ نے بیان دینا شروع کیا: مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آتا ہے اور دوسرے کو پکڑ لیتا ہے۔ اس پر حضورؓ نے اس کو ٹوکا کہ یہ طریق گواہی کا صحیح نہیں، فقرہ یوں ہونا چاہئے کہ ایک شخص آیا اور دوسرے کو پکڑ لیا۔

☆ 1935-36ء کی بات ہے کہ سیالکوٹ میں قادیان سے یہ اطلاعات آنا شروع ہوئیں کہ مدرسہ احمدیہ کے ایک استاد بنام عبدالرحمٰن مصری جماعت سے برگشتہ ہوگئے ہیں اور حضور پر الزام تراشیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ صورتحال سن کر بڑا صدمہ ہوا اور اصلاح احوال کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کی گئیں۔ اسی اثناء میں خاکسار نے حضرت مصلح موعود کو خواب میں تقریر کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک فقرہ یاد رہ گیا کہ: ''پہلے حضرت یوسفؑ کے قصے عام تھے اب میرے قصے عام ہورہے ہیں''۔ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام سے مماثلت کے الفاظ اطمینان قلب کا باعث ہوئے کہ یہ فتنہ بالآخر انشاءاللہ رفع ہوجائے گا۔

☆ غالباً 1948ء میں جب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تھے تو حضورؓ وہاں تشریف لائے اور اُن کے ہاں قیام فرمایا۔ خاکسار کے والد صاحب خاصے ضعیف ہوچکے تھے تاہم مَیں نے اُن کی حضور سے ملاقات کرانے کا پروگرام بنایا۔ صبح 8 بجے ہم حضورؓ کی ملاقات کے لئے پہنچے تو حضورؓ کہیں تشریف لے جانے کے لئے کوٹھی سے باہر تشریف لارہے تھے۔ مَیں نے حضورؓ سے اپنے والد صاحب کا تعارف کروایا۔ سلام دعا کے بعد والد صاحب نے حضور سے پوچھا کہ حضور کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ اُن دنوں حضورؓ کے پروگرام کا اظہار مناسب نہ تھا اس لئے حضور نے فوراً والد صاحب سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے آجکل کہاں کہاں ہیں؟ اس پر والد صاحب کو اپنا سوال بھول گیا اور بیٹوں کی تفصیل بیان کرنے لگے۔ اس طرح حضور نے بڑی حکمت عملی اور دانائی سے جس بات کا اظہار نامناسب تھا اسے راز میں ہی رہنے دیا اور والد صاحب کی دلشکنی بھی نہیں ہونے دی۔

☆ میرے والد صاحب جو صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں، ایک اَور موقعہ پر حضورؓ سے شرف ملاقات کے لئے میرے ساتھ گئے تو حضورؓ فرشی نشست میں زائرین کے جھرمٹ میں رونق افروز تھے۔ حضرت والد صاحب کی بینائی بہت کمزور تھی اس لئے بندہ نے کمرے میں داخل کرتے وقت اپنے والد صاحب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضورؓ نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ راستہ میں جوتیاں پڑی ہوئی ہیں، احتیاط سے لائیں۔ بندہ نے تعمیل کی اور پھر حضورؓ کے قرب میں والد صاحب کو بٹھادیا۔ والد صاحب نے سمجھا کہ حضور نے انہیں پہچانا نہیں اور اس کا اظہار بھی کردیا۔ حضور نے فرمایا میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ اور پھر مزید باتیں بھی کیں کہ والد صاحب بہت خوش ہوگئے۔ صحابہ سے محبت کا سلوک حضورؓ کے خاص اوصاف میں سے تھا۔

☆ 1938ء میں بی اے کرنے کے بعد خاکسار نے پولیس میں بھی ملازمت کے لئے کوشش کی اور سیالکوٹ سے حضور کو دعا کی درخواست بھجوائی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کالج کی تعلیم کے دوران ایک مرتبہ پولیس ہاکی ٹیم کے ساتھ ہماری ہاکی ٹیم کا میچ ہوا۔ وہاں انگریز IG پولیس بھی موجود تھا۔ اُس نے ہماری ٹیم کے تین کھلاڑیوں کو ڈائریکٹ ASI بھرتی کرنے کی پیشکش کی جن میں خاکسار بھی تھا۔ لیکن والدین نے پڑھائی چھوڑ کر ملازمت کرنے کو پسند نہ فرمایا۔ اب درخواست دی تو کامیابی نہ ہوسکی۔ لیکن اس کے دو تین ماہ بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور سے ملاقات ہوئی تو حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ آپ کی پولیس والی ملازمت کا کیا بنا؟ مجھے سخت شرمندگی ہوئی کہ حضور کو نتیجہ سے باخبر نہ رکھا گیا۔ حیرت بھی ہوئی کہ اس عرصہ میں حضور کو ہزاروں خطوط ملے ہوں گے اور جلسہ سالانہ پر حضور ہزاروں لوگوں سے ملاقات فرمارہے ہیں تاہم حضور کو ایک غیرمعروف طالب علم کی درخواست بخوبی یاد ہے۔

☆ قیام پاکستان کے بعد حضورؓ نے متعدد شہروں میں راہنما لیکچر دیئے۔ ایک مقام سیالکوٹ بھی تھا۔ حضور کے لیکچر کا اہتمام ایک مشہور سینما ہال میں کیا گیا۔ سیالکوٹ چھاؤنی کے ایک معروف احمدی افسر بنام کرنل حیات صاحب کے توسط سے پاکستانی فوج کے افسران بڑی تعداد میں لیکچر سننے کے لئے تشریف لائے۔ حضور نے اس لیکچر میں پاکستان کو خودحفاظتی اور ہرلحاظ سے ترقی کے ذرائع بیان فرمائے۔ کرنل صاحب نے بعدازاں بتایا کہ لیکچر سے فوجی افسران بےحد متأثر ہوئے اور اس بات کا برملا اظہار کیا کہ جس خوبی سے مرزا صاحب نے یہ مضمون بیان کیا ہے وہ بڑا راہنما اور حیران کُن ہے اور فوجی نقطہ نظر سے ایسے نکات بھی بیان فرمائے ہیں جو ہمارے لئے بھی نئے معلوم ہورہے تھے۔

اس لیکچر کا نیک اثر تھا کہ معاً بعد غیرازجماعت حاضرین نے بڑے اخلاص اور محبت سے حضورؓ سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ خاکسار ان دنوں سیالکوٹ چھاؤنی میں ہی ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم تھا اور اُس وقت سٹیج پر ڈیوٹی دے رہا تھا۔ مصافحہ کرنے والوں میں مَیں نے اپنے محکمہ کے ایک افسر کو بھی دیکھا جو بڑا متعصّب تھا اور اپنے ماتحت احمدی کارکنوں کو بہت دکھ پہنچایا کرتا تھا مگر حضورؓ کے لیکچر نے اُس کی کایا ہی پلٹ دی تھی۔

☆ 1950ء میں ربوہ میں آبادی کا سلسلہ جاری تھا۔ مَیں ملٹری اکاؤنٹس کے محکمہ میں ایبٹ آباد میں متعین تھا۔ وہاں مکرم مولوی عبدالسبوح صاحب صدر جماعت تھے۔ ہم دونوں نے ایک بنگلے کا انتظام کرکے مشاورت کے موقعہ پر حضورؓ سے عرض کیا کہ حضور گرمیاں گزارنے کے لئے وہاں تشریف لے آئیں۔ حضورؓ نے یکدم فرمایا: مَیں ربوہ سے کیسے باہر جاسکتا ہوں۔ تعمیر کا کام ہورہا ہے۔ مَیں باہر جاؤں گا تو تعمیر کا کام رک جائے گا۔

اُس وقت ربوہ میں موسم گرما کی شدّت اور سہولتوں کے فقدان کا قیاس کرکے ہم حضور کا جواب سن کر حیران ہوگئے۔ استحکام جماعت کے لئے حضور کی یہ عظیم الشان قربانی حیران کن قربانی کا نمونہ تھا۔

1951ء میں وقف زندگی کی منظوری کے وقت حضور نے چند انٹرویو فرمائے جن میں مجھے یہ قیمتی ہدایات بھی صادر فرمائیں کہ **اپنے کام کے متعلق اس طرح فکرمند رہنا چاہئے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے متعلق فکرمند رہتی ہے۔ پھر فرمایا جماعت میں زیادہ سے زیادہ اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں اس طرح نیک ماحول میں جماعتی ذمہ داریاں بہتر رنگ میں ادا ہوتی ہیں۔**

ایک انٹرویو میں دریافت فرمایا کہ آپ کے بچے کتنے ہیں؟ عرض کیا کہ ابھی ایک بیٹا ہے۔ فرمایا: کیوں ابھی تک ایک بیٹا؟ دراصل حضور کے علم میں ہوگا کہ میری شادی پر چھ سال گزر گئے ہیں۔ عرض کیا کہ ایک بچہ مُردہ پیدا ہوا تھا اس لئے ابھی زندہ ایک ہی ہے۔ اولاد کی طرف حضور کی توجہ بڑی بابرکت ثابت ہوئی۔ بفضل خدا اس کے بعد سات بچے پیدا ہوئے جن میں سے پانچ بقید حیات ہیں۔ یعنی کُل چھ بقید حیات ہیں: تین بیٹے تین بیٹیاں۔

حضورؓ کے علم میں تھا کہ مَیں ملازمت چھوڑ کر آیا تھا اس لئے فرمایا کہ آپ کو معمولی گزارہ ملے گا۔ میرے منہ سے اللہ تعالیٰ نے کہلوایا کہ حضور! اگر فاقہ بھی کرنا پڑا تو انشاءاللہ بخوشی کروں گا۔

مگر الحمدللہ وقف کے الاؤنس میں بڑی برکتیں دیکھی گئیں کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 19, 2016 – February 25, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 19, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Ar-Room, verses 46-61 with Urdu translation.
00:40	In His Own Words
01:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 61.
01:30	Inauguration Of Baitul Qaadir Mosque: Recorded on June 09, 2015.
02:30	Spanish Service
03:00	Pushto Muzakarah
03:40	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 262-274 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu, Class no. 30. Rec. December 22, 1994.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 351.
06:00	Tilawat: Surah Luqman, verses 1-12 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 62.
06:55	Huzoor's Visit To Roehampton University: Recorded on April 16, 2007.
08:05	Attractions Of Canada
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 20, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 90.
11:35	Tilawat: Surah As-Sajda, verses 48-55 and Surah Shooraa, verses 1-17.
11:55	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:40	In His Own Words
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:25	Huzoor's Visit To Roehampton University [R]
19:30	Open Forum
20:05	Attractions Of Canada [R]
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday February 20, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
00:55	Huzoor's Visit To Roehampton University
02:10	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 20, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 349.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imran, verses 28-37 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	The Promised Son
07:00	Life Of Khalifatul-Masih II (ra)
08:00	International Jama'at News
08:35	Introduction To The Commentary Of Holy Qur'an
09:00	The Prophecy Of Musleh Ma'ood (ra)
09:55	Indonesian Service: Musleh Ma'ood Day
10:55	Friday Sermon [R]
12:05	Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 62-120.
12:20	Musleh Ma'ood Day
13:00	Live Nazm Competition
14:00	Bangla Shomprochar
14:05	Tehreek-e-Jadid
14:30	Live Bengla Service: Musleh Ma'ood Day Special.
15:30	Life Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Aye Fazle Umar Tujh Ko Jahan Yadh Karay Ga
19:15	Life of Hazrat Bashiruddin Mahmood Ahmad
20:20	International Jama'at News
20:50	Rah-e-Huda [R]
22:25	Introduction To The Commentary Of Holy Qur'an
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday February 21, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Life of Hazrat Bashiruddin Mahmood Ahmad
02:25	Yaum-e-Musleh Ma'ood
03:00	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2016.
04:10	Life Of The Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
04:35	Introduction To Waqf-e-Jadid
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 354.
06:00	Tilawat: Surah Luqman, verses 1-12 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 62.
06:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on March 03, 2013.
07:50	Faith Matters: Programme no. 184.
08:50	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:05	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on October 31, 2014.
12:05	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 40-54.
12:50	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 62.
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:10	Let's Find Out
16:00	Live Press Point
17:05	Kids Time: Programme no. 27.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Beacon Of Truth: Rec. November 29, 2015.
20:30	Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion on the lives of the companions of the Promised Messiah (as).
21:00	Press Point [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday February 22, 2016

00:30	World News
00:45	Tilawat
01:00	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Programme no. 18.
01:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 62.
01:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:45	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2016.
04:25	Spotlight
04:50	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat: Surah Luqman, verses 13-21.
06:15	Al-Tarteel: Lesson no. 23.
06:45	Jalsa Salana USA Address: Rec. June 22, 2008.
08:20	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 08, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on September 25, 2015
10:25	Homeopathy And Its Miracles
10:55	The Prophecy Of Musleh Ma'ood (ra)
12:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 1-28.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 02, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	The Prophecy Of Musleh Ma'ood (ra) [R]
16:05	The Bigger Picture: Rec. February 16, 2016.
16:55	In His Own Words
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana USA Address [R]
19:55	Somali Service
20:35	Rah-e-Huda: Recorded on February 20, 2016.
22:05	Friday Sermon [R]
23:10	The Prophecy Of Musleh Ma'ood (ra) [R]

Tuesday February 23, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana USA Address
03:00	Kids Time
03:30	Friday Sermon
04:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 348.
06:00	Tilawat: Surah Luqman, verses 22-31 with Urdu translation.
06:10	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 63.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on March 03, 2013.
08:05	Open Forum
08:35	Aao Urdu Seekhain
08:55	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:10	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 19, 2016.
12:20	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 29-51.
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 188.
13:55	Bangla Shomprochar
14:50	Spanish Service: Programme no. 01.
15:25	Open Forum
16:00	Servants Of Allah
17:05	In His Own Words
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 19, 2016.
20:30	Aao Urdu Seekhain [R]
20:55	Australian Service
21:25	Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
21:40	Faith Matters: Programme no, 188.
22:40	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 24, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishtihirat
00:45	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:20	From Democracy To Extremism
03:15	Aao Urdu Seekhain
03:30	Story Time
03:55	Aadab-e-Zindagi
04:30	Noor-e-Mustafwi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 276.
06:00	Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 1-10 and verses 11-20 with Urdu translation.
06:25	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: The topic is 'the existence of God Almighty'.
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 23.
07:15	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 08, 2012.
08:10	Roohani Khazaa'in Quiz
08:35	Ahmadiyyat In Belize
08:50	Question And Answer Session: Recorded on July 25, 1997.
10:15	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 19, 2016.
12:20	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 52-90.
12:35	Al-Tarteel: Lesson no. 23.
13:05	Friday Sermon: Recorded on March 26, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 91.
15:30	Kids Time: Programme no. 27.
16:15	Faith Matters: Programme no. 187.
17:15	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:20	French Service: Episode no. 11.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:10	Kids Time [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intekhab-e-Sukhan: Rec. February 20, 2016.

Thursday February 25, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Address [R]
02:35	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	Open Forum
03:50	Faith Matters: Programme no. 187.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 358.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:55	Yassarnal Quran: Lesson no. 63.
07:30	Reception To Mark Opening Of Khadija Mosque: Recorded on October 16, 2008.
08:25	In His Own Words
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 28, 1994.
09:35	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
10:00	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah Ad-Dukhaan, verses 1-60.
12:15	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:10	Beacon Of Truth: Rec. November 22, 2015.
14:15	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2016.
15:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: About the blessings of Khilafat year by year from 1908-2008.
15:45	The History Of Australia
16:05	Persian Service: Programme no. 48.
16:35	Tarjamatul Quran Class [R]
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Reception To Mark Opening Of Khadija Mosque
19:05	Faith Matters: Programme no. 188.
20:30	Live German Service
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:15	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal [R]
22:50	Beacon Of Truth: Rec. November 22, 2015.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 19 February , 2016 | Issue No. 08

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج قادیان کا جلسہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور آج ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ نئی ایجادات کے ذریعہ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے لئے مقدر تھیں تا کہ دنیا میں اکائی اور وحدت قائم ہو مجھے یہاں لندن سے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے اور پھر صرف مَیں ہی نہیں بلکہ آپ جو یہاں میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں اور لندن میں بیٹھ کر قادیان کے نظارے کر رہے ہیں۔ قادیان میں بیٹھے ہوئے لوگ لندن میں بیٹھے ہوئے احمدیوں کو دیکھ رہے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے نئی ٹیکنالوجی کو اپنے بھٹکنے کے لئے نہیں بلکہ نیکیوں میں بڑھنے کے لئے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں ترقی کرنے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق سے رشتۂ تعلق و محبت میں بڑھنے کے لئے استعمال کرنا ہے اس لئے صرف اس پروگرام یا جلسے کی حد تک نہیں بلکہ ہمیشہ اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے وحدت اور اکائی پیدا کرنے کے لئے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

یہ معجزہ اور یہ نشان صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہی عطا فرمایا ہے کہ آپ سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ نہ صرف اُس خلافت کو قائم فرمایا بلکہ اس کے ذریعہ سے ایک جماعت قائم کر کے جو مغرب میں بھی پھیلی ہوئی ہے اور مشرق میں بھی، شمال میں بھی پھیلی ہوئی ہے اور جنوب میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ جو افریقہ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی۔ یورپ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی۔ جو آسٹریلیا میں بھی ہے اور جزائر میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک لڑی میں پرو دیا اور آج خلیفۂ وقت کی آواز وحدت کا نشان بن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ایک وقت میں ہر جگہ گونج رہی ہے۔

آج سے 108 سال پہلے تقریباً ایک ایسی ہی تقریب قادیان میں ہو رہی تھی۔ یہی مہینہ تھا اور یہی دن تھے جب چند سو لوگ قادیان میں جمع تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سنیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنیں۔ اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ وہ لوگ ہندوستان سے جمع ہوئے تھے اور وہ چند سو لوگ تھے لیکن آج اِس وقت ہندوستان سے باہر دنیا کے تقریباً 43 ممالک سے سات آٹھ ہزار لوگ اُس بستی میں جمع ہیں جو قادیان کی بستی ہے۔ یہ سلسلہ جو پھل رہا ہے، پھول رہا ہے اور بڑھ رہا ہے اور خلافت احمدیہ کو تائیداتِ الٰہی حاصل ہو رہی ہیں تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود سے کئے گئے تمام وعدوں کو ایک شان سے پورا فرمانا ہے اور فرما رہا ہے۔ ایک طرف تو مخالفین احمدیت کی مخالفتیں ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے نظارے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے عظیم الشان وعدوں اور ان کے پورا ہونے کے ایمان افروز نظاروں کا تذکرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر ہر لفظ کی اللہ تعالیٰ آج بھی تائید فرما رہا ہے، آج بھی انہیں پورا فرما رہا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں تائیدات الٰہیہ کے روح پرور واقعات کا بیان

دنیا میں ہر جگہ جماعت کی انتظامیہ کو حفاظتی انتظامات کرنے اور دعاؤں پر بہت زور دینے کی تاکید

قادیان کے اس جلسہ میں 44 ممالک کے 19134 افراد شامل ہوئے۔ لندن میں اس جلسہ کے اختتامی اجلاس میں 5340 افراد کی شمولیت۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے 124 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 28 دسمبر 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج قادیان کا جلسہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور آج ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ نئی ایجادات کے ذریعہ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے لئے مقدر تھیں تا کہ دنیا میں اکائی اور وحدت قائم ہو مجھے یہاں لندن سے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے اور پھر صرف مَیں ہی نہیں بلکہ آپ جو یہاں میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں اور لندن میں بیٹھ کر قادیان کے نظارے کر رہے ہیں۔ قادیان میں بیٹھے ہوئے لوگ لندن میں بیٹھے ہوئے احمدیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ پس یہ ٹیکنالوجی جو مسیح موعود کے زمانے میں شروع ہوئی اس میں روز بروز اضافہ اور جدّت پیدا ہونا اور اشاعت اسلام کا کام ہونا اور وحدت کا قائم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے الٰہی کلام ہونے کی دلیل ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور چودہ سو سال پہلے کی گئی پیشگوئیوں کو بڑی شان سے پوری کر رہا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ذریعہ سے بھی پیشگوئیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ آپ کے زمانے میں پوری ہوئیں، کچھ بعد میں پوری ہو رہی ہیں۔

آج ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی حقیقی اسلام کا پتا چلا ہے۔ اُس اسلام کا پتا چلا ہے جس کی تعلیم ہمیشہ جاری رہنے والی تعلیم ہے اور جس کا خدا وہ زندہ خدا ہے جو آج بھی اپنے چنیدہ بندوں سے کلام کرتا ہے۔ آج بھی وہ خدا جو اسلام پیش کرتا ہے وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی رہنمائی کرتا ہے اور انہیں حق کے راستے دکھاتا ہے۔ آج بھی وہ خدا اس فساد زدہ دنیا کے بندوں کی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں